Postal Reg. No. PB\0258\2002

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 51

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 42

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ £ یا
40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ £

9 شعبان 1423 ہجری 16 اخاء 1381 ہش 16 اکتوبر 2002ء

نماز اورزکوٰۃ کا حکم

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ○ (البقرہ: 111)

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو بھلائی بھی تم خود اپنی خاطر آگے بھیجتے ہو اسے تم اللہ کے حضور موجود پاؤ گے۔ یقیناً اللہ اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے جو تم کرتے ہو۔

خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور خیال سے اگر کوئی اصلاح نفس کرنے کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام﴾

"یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصل جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمال صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جائیں تو وہ آنکھوں سے بد نظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جائیں پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفس مطمئنہ اُسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا۔ کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اُسے دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہئے۔ اور ہماری جماعت کو اس کی ضرورت ہے اور اطمینان کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمان کامل کی ضرورت ہے۔ پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں۔

یاد رکھو اصلاح نفس کے لئے نری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ جو شخص نری تدبیروں پر رہتا ہے وہ نامراد اور ناکام رہتا ہے کیونکہ وہ اپنی تدبیروں اور تجویزوں ہی کو خدا سمجھتا ہے۔ اس واسطے وہ فضل اور فیض جو گناہ کی طاقتوں پر موت وارد کرتا ہے اور بدیوں سے بچنے اور اُن کا مقابلہ کرنے کی قوت بخشتا ہے وہ انہیں نہیں ملتا کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے آتا ہے جو تدبیروں کا غلام نہیں۔ انسانی تدبیروں اور تجویزوں کی ناکامی کی مثال خود خدا تعالیٰ نے دکھائی ہے۔ یہودیوں کو تورات کے لئے کہا کہ اس میں تحریف و تبدیل نہ کرنا اور بڑی بڑی تاکیدیں اس کی حفاظت کی اُن کو کی گئیں۔ لیکن کم بخت یہودیوں نے تحریف کر دی۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کو کہا ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۱۰) یعنی ہم نے اس قرآن مجید کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پھر دیکھ لو کہ اس نے کیسی حفاظت فرمائی۔ ایک لفظ اور نقطہ تک پس و پیش نہ ہوا۔ اور کوئی ایسا نہ کر سکا کہ اس میں تحریف تبدیل کرتا۔ صاف ظاہر ہے کہ جو کام خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ بڑا ہی بابرکت ہوتا ہے اور جو انسان کے اپنے ہاتھ سے ہو وہ بابرکت نہیں ہو سکتا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور اسی کے ہاتھ سے نہ ہو تو کچھ نہیں ہوتا۔ پس محض اپنی سعی اور کوشش سے طہارت نفس پیدا ہو جاوے یہ خیال باطل ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ پھر انسان کوشش نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے۔ نہیں، بلکہ کوشش اور مجاہدہ ضروری ہے اور سعی کرنا فرض ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل بچی محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ اس واسطے ان تمام تدابیر اور مساعی کو چھوڑنا نہیں چاہئے جو اصلاح نفس کے لئے ضروری ہیں۔ مگر یہ تجاویز اور تدابیر اپنے نفس سے پیدا کی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں بلکہ اُن تدابیر کو اختیار کرنا چاہئے جن کو خود اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور جو ہمارے نبی کریم ﷺ نے کر کے دکھائی ہیں۔ آپؐ کے قدم پر قدم مارو اور پھر دعاؤں سے کام لو۔ تم ناپاکی کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہو مگر خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر صرف تدبیروں سے صاف چشمہ تک نہیں پہنچ سکتے جو طہارت کا موجب بنے۔

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ احتیاطیں کرتے کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھنس جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہیں ہوتا اور ان کی دستگیری نہیں کی جاتی۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور خیال سے اگر کوئی اصلاح نفس کرنے کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے"۔ (ملفوظات جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۴۴، ۲۴۶، مطبوعہ لندن)

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی

صحت کے متعلق تازہ اطلاع

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل الاعلیٰ ربوہ کی جانب سے مورخہ 8 اکتوبر 02ء کی اطلاع درج ذیل ہے:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کچھ اتار چڑھاؤ کے ساتھ جاری ہے اور جسمانی کمزوری بدستور ہے۔ ماہر ڈاکٹروں کی نگرانی میں ابھی کچھ اور ٹیسٹ لئے گئے ہیں جن کے نتائج تقریباً پہلے جیسے ہی ہیں۔ جسم کے مختلف حصوں میں خون پہنچانے والی شریانیں زیادہ متاثر ہیں جنکا علاج بلڈ پریشر، شوگر اور کلیسٹرول کے کنٹرول کے ساتھ جاری ہے۔ اسکے علاوہ ماہرین قلب کی براہ راست نگرانی میں کچھ مزید ٹیسٹ لئے گئے ہیں اس تعلق میں برطانیہ کے مشہور ڈاکٹروں کی ایک ٹیم کی مشترکہ رپورٹ چند یوم تک متوقع ہے۔ 11 اکتوبر کو حضور پر نور نے مسجد فضل لندن میں اللہ تعالیٰ کی صفت نور پر مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مسلسل دعاؤں اور صدقات اور نوافل کا سلسلہ جاری رکھیں اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور صحت و سلامتی والی فعال لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان::

عراق پر ایک اور حملے کی تیاری؟

قسط-4 آخری

افغانستان میں مچائی جانے والی تباہی اور پھر اس کے بعد عراق میں اور پھر دُنیا کے مختلف ممالک میں امریکہ اور اس کے حلیفوں کی طرف سے ڈھائے جانے والے قہر کا علاج کیا ہے ــــــ؟ اگر ہم غور کریں تو بالآخر ہماری سوچ اس مقام پر آکر کھڑی ہوگی کہ کچھ مسلم علماء نے جہاد کے متعلق اپنے غلط عقائد رکھ کر اور دوسروں کے خلاف ان عقائد کو باوجود تہیدستی کے عملی جامہ پہنا کر غیروں کی عظیم طاقت کو اپنے اوپر انڈیل لیا ہے۔ نہ اُن کے پاس طاقت ہے اور نہ اتحاد اور نہ ہی ایسے ہتھیار جن کے متعلق ہم کہہ سکیں کہ مکمل طور پر ان ملکوں کے تیار کردہ ہیں اور اس پر بھاری بدقسمتی یہ ہے کہ جو کچھ بھی ان کی طاقت ہے وہ دوسروں سے مانگیں ہوئے ہتھیار ہیں جو آج تک دوسروں پر تو چل نہیں سکے اگر چلے ہیں تو اپنے ہی بھائیوں پر۔ غور کرو! کہ کیا افغانستان کی حالیہ جنگ مسلمانوں نے عیسائیوں یا یہودیوں کے ساتھ لڑی ہے؟ کیا ایران اور عراق کی کئی سالہ جنگ غیر مسلموں سے لڑی گئی تھی؟ کیا عراق کی 1990 کی جنگ کسی غیر مسلم طاقت کو ختم کرنے کے لئے تھی؟۔ ازمنہ وسطیٰ اور پھر موجودہ دور کی ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کا اکثر وقت غیروں کے ساتھ مل کر صرف مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے یا ان کے خلاف ''جہاد'' کرنے میں گزرا ہے۔

جی ہاں ہمیں یاد ہے غیروں سے جہاد کا ایک موقع ہاتھ آیا تھا جس میں جہادی علماء اور اسلامی ملک اپنے جذبہ جہاد کو تسکین دے سکتے تھے اور وہ تھا بوسنیا کے حق میں سربوں کے خلاف جہاد اُس موقع پر جہاد جہاد کے راگ الاپنے والوں کیلئے موقع تھا کہ وہ غیروں کی ہمدردیاں حاصل کر کے سربوں کے خلاف جہاد کرتے۔ اگر اُس وقت عرب ممالک اور تمام اسلامی ممالک اس جہاد کیلئے امریکہ اور یورپ کے دوسرے ملکوں کو مجبور کرتے کہ اب وہ بھی سربوں کے خلاف دہشت گردی کے جہاد میں مسلمانوں کا ساتھ دیں تو پھر امریکہ و یورپ کی وہ پالیسیاں کھل کر واضح ہو جاتیں جو وہ دہشت گردی کے خلاف رکھتے ہیں۔ اس موقع پر بے چارے بوسنین خود ہی سربوں سے برسر پیکار رہے۔ اور انسانیت سوز مظالم سہتے رہے۔ آج بھی اخباروں میں سرب دہشت گردی کی گھناؤنی کاروائیوں کی داستانیں چھپتی رہتی ہیں اور اجتماعی قتل کر کے گڑھوں میں گاڑ دیئے گئے بوسنین کے پنجر اور کھوپڑیاں بوسنیا کی سرزمین سے نکلتی رہتی ہیں۔ آج بھی ان لاکھوں بچوں کے متعلق دنیا کے اخبارات لکھتے رہتے ہیں جو سرب دہشت گردوں کے اجتماعی زنا بالجبر کے نتیجہ میں بوسنین عورتوں کے پیٹوں سے پیدا ہوئے۔ یہی حال آج معصوم فلسطینیوں کا ہے اسرائیلی دہشت گردی کا وہ شکار ہیں اسرائیل نے ان کی زمینوں پر قبضہ کر رکھا ہے، شام کی زمین پر بھی اسرائیل کا قبضہ ہے، اردن کے علاقے اس نے ہتھیا لئے ہیں، لبنان کے حصے آج تک بزور اس نے دبا رکھے ہیں۔ کیا یہ موقع نہیں ہے کہ سب مسلم ممالک امریکہ اور اس کے حلیفوں کو اس دہشت گردی میں تعاون دینے کے لئے باقاعدہ کوئی ٹائم ٹیبل مقرر کرتے اور عراق کی طرح اسرائیل کو عربوں کے علاقے واپس کرنے اور فلسطینیوں کو ان کا حق دلانے کیلئے کوئی ٹائم فریم مقرر کرتے جس کے بعد اس کو عواقب سے خبردار رہنے کو کہا جاتا۔ یہ سب کچھ مسلم ممالک نہایت آرام اور اطمینان سے دیکھتے چلے جارہے ہیں۔ ایسے مواقع پر مذہبی علماء اور مسلم ممالک کی جہادی غیرت و حمیت بالکل سو جاتی ہے جو عموماً مسلمانوں کے خلاف نہ صرف جاگتی رہتی ہے بلکہ فوری ردّ عمل دکھاتے ہوئے متحرک ہو جاتی ہے۔

ذیل میں ہم مولانا اویس صاحب جونپوری استاذ حدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم اعظم گڑھ یوپی کے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی پستی اور زوال کے متعلق نہایت مایوس کن خیالات ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

''آج پوری دنیا کے حالات پر آپ سرسری نظر ڈالئے تو ہر جگہ بے اطمینانی، بے چینی اور اضطراب کے سیاہ بادل منڈلاتے نظر آئیں گے۔ ہر ایک کا حال پریشان اور مستقبل غیر مطمئن ہے۔ ظالم و مظلوم، شریف و بدمعاش، دولت مند و غریب سب پریشان ہیں۔

اور من حیث القوم سب سے زیادہ حالات کا شکار مسلمان ہیں۔ ہر جگہ ان پر مصائب کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں اور مختلف انداز سے ان پر مشق ستم جاری ہے۔ اقتصادیات اور عالمی سیاست میں انہیں سازش کے تحت ڈھکیل کر پیچھے کر دیا گیا ہے۔ ان کے حوصلے پست، امنگیں بے جان، جذبات سرد اور اسلامی غیرت و حمیت مردہ ہو چکی ہے اور دل ذلت و خواری کی زندگی کے خوگر ہو گئے ہیں۔ ان کا جاہ و جلال اور عزت و شوکت چھن گیا ہے۔

مسلمان معمولی معمولی باتوں پر باہم دست و گریباں اور آپس میں الجھے ہوئے ہیں اور اسلام دشمن طاقتیں آپس میں سخت اختلاف کے باوجود ہمارے خلاف متحد ہیں اور مسلمانوں کی نسل کشی کا ایک منظم پلان ہے جسے پورا کرنے کے لئے یہ طاقتیں ذلیل سے ذلیل حربے استعمال کرنے اور انسانیت سوز حرکتیں کرنے سے دریغ نہیں کرتیں۔ عراق، بوسنیا، چیچنیا، افغانستان، فلسطین اور ہندوستان میں جو کچھ ہو چکا اور ہو رہا ہے وہ اسی پلان کی کڑیاں ہیں جہاں حقوق انسانیت کے علمبرداروں نے بربریت و درندگی کے وہ نمونے چھوڑے ہیں کہ اگر خونخوار درندے دیکھ لیتے تو انہیں اپنے درندہ ہونے پر شک ہونے لگتا۔ اور انسداد دہشت گردی کے ٹھیکیداروں نے دہشت گردی کے وہ فن دکھائے ہیں کہ الامان والحفیظ'' (ماہنامہ فیضان اشرف صفحہ 37 جولائی 2002ء اعظم گڑھ یوپی)

یہ صورت حال صاف بتا رہی ہے کہ موجودہ دور کے انسانوں سے بالخصوص مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض اور اس کا غیض و غضب آئے دن بھڑک رہا ہے اور اس کی ایک بنیادی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جس قوم کی طرف خدا کا فرستادہ بھجوایا جائے اور وہ اس سے انکار اور استہزا کا سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ایسے لوگوں پر نازل ہوتا ہے بالخصوص ان لوگوں پر جو اس کے اول المخاطبین ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

کہ جب تک ہم اپنے کسی فرستادہ کو نہ بھیج لیں پے در پے شدید عذابوں میں مبتلا نہیں کرتے۔ اور یہ عذاب اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فرستادہ کہیں آچکا ہے جس کے انکار و تکذیب اور استہزا و توہین کا سلسلہ جاری ہے۔ اور پھر اس عذاب کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

تفریق و انتشار کا عذاب::

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ۔ (سورۃ الانعام آیت 66)

ترجمہ:: کہہ دے کہ وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں شکوک میں مبتلا کر کے گروہوں میں بانٹ دے اور تم میں سے بعض کو بعض دوسروں کی طرف سے عذاب کا مزا چکھائے۔ دیکھ ہم کس طرح نشانات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تا کہ وہ کسی طرح سمجھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کے بیان فرمودہ اس عذاب میں آج مسلم قوم سے بڑھ کر اور کوئی مبتلا نہیں ہے۔ یہ قوم بُری طرح آپس میں تفریق و انتشار کا شکار ہو کر ایک دوسرے پر فتووں اور ظاہری ہتھیاروں سے حملہ آور ہے۔

بھوک اور خوف کا عذاب::

آج عرب ممالک تو شدید قسم کے خوف کے عذاب میں گرفتار ہیں اور باقی مسلم ممالک اور دیگر ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت بھوک اور افلاس کے عذاب کا شکار ہے۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ یوں ہے:-

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (النحل 114-113)

ترجمہ:: اور اللہ ایک ایسی بستی کی مثال بیان کرتا ہے جو بڑی پُرامن اور مطمئن تھی اس کے پاس ہر طرف سے اس کا رزق بافراغت آتا تھا پھر اس (کے مکینوں) نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا ان کاموں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے اور یقیناً ان کے پاس انہی میں سے ایک رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا سو عذاب نے ان کو آ پکڑا جبکہ وہ ظلم کرنے والے تھے۔

تکذیب کے نتیجہ میں ذلت و رسوائی کا عذاب::

آج مسلم دانشور اور علماء پوری دنیا میں اعلان کر رہے ہیں کہ مسلمان روئے زمین پر ارذل ترین مخلوق ہو چکے ہیں اور کوئی ان کا پُرسان حال نہیں ہے ابھی اوپر ہم اس تعلق میں نمونہ کے طور پر مولانا اویس صاحب استاذ حدیث کا حوالہ رسالہ ''فیضان اشرف'' سے تحریر کر چکے ہیں اور قرآن مجید نے اسی حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ ذلت و توہین کا عذاب ماموریت من اللہ کی تکذیب و توہین کے نتیجہ میں اس قوم پر نازل ہوتا ہے جو کہ اول المخاطبین ہوتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (الزمر :27-26)

ترجمہ:: ان سے پہلے بھی لوگوں نے جھٹلایا تھا تو انہیں عذاب نے اس طرف سے آلیا جس طرف کا وہ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ پس انہیں اللہ نے اس دنیوی زندگی میں بھی ذلت کا مزہ چکھایا جبکہ آخرت کا عذاب بہت بڑھ کر ہے۔ کاش وہ جانتے۔

پس یہ عذاب کے جھٹکے ہیں جو خاص طور پر مسلمانوں کو روز بروز اپنی گرفت میں لیتے چلے جارہے ہیں۔ اور وہ دجالی طاقتوں کا نوالہ تر بنتے چلے جارہے ہیں۔ اور یہ گرفت دن بدن شدید ہوتی چلی جارہی ہے اب تمام دنیا کو بالخصوص مسلمانوں کو جو امام مہدی کے اول المخاطبین ہیں سوچنا چاہئے کہ اس عذاب سے نکلنے کا راستہ کیا ہے۔ ہم سے پوچھو تو اس عذاب شدید سے تم صرف اور صرف ماموریت من اللہ کو مان کر اس کی صداقت کو تسلیم کر کے ہی چھٹکارا حاصل کر سکتے ہو۔ آج سے بارہ سال قبل امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عراق امریکہ جنگ کے موقع پر اسلامی ممالک، اسرائیل امریکہ اور یورپین ممالک کو خاص طور پر مخاطب کر کے نصائح فرمائی تھیں وہ نصائح آپ کے خطبات جمعہ کی شکل میں ہیں جن میں سے ہم دو خطبات جمعہ بدر کی گزشتہ اشاعتوں میں اور ایک اس شمارہ میں شائع کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ مزید نصائح بھی ہم آئندہ اس سلسلہ میں درج کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہیں گے۔ خدا کرے کہ یہ نصائح زرخیز زمینوں پر روحانی بارش بن کر نازل ہوں اور کیا عجب کہ دنیا پھر باغ و بہار میں تبدیل ہو کر لہلہانے لگے۔

(منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

جو لوگ دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کے غلام بن جائیں گے ان کو وہ نورِ ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائے گا کہ جو ان کو غیر اللہ سے رہائی دے دے گا اور وہ گناہ سے نجات پا جائیں گے۔

اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے اور صاف دلی سے پیش آنے والوں کے لئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نور کے منبر رکھے گا اور ان پر انہیں بٹھائے گا۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت النور کے متعلق آیت قرآنی، حدیث نبوی اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۶ ستمبر ۲۰۰۲ء بمطابق ۶ تبوک ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده و رسوله-

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾

(سورة الحديد:۲۰)

اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ کے حضور صدیق اور شہید ٹھہرتے ہیں۔ ان کے لئے ان کا اجر اور ان کا نور ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہی جہنمی ہیں۔

حضرت عبدالرحمنؓ بن غنم بیان کرتے ہیں کہ ابو مالك الأشعری نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا: اے اشعری لوگو! اپنے بیوی بچوں کو بھی جمع کرو تاکہ میں تمہیں وہ نماز سکھاؤں جو ہماری تعلیم کی خاطر نبی کریم ﷺ نے پڑھی تھی۔ پھر آپؐ نے نماز پڑھ کر دکھائی اور بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ختم کی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے لوگو! سنو اور یاد رکھو اور جانو کہ اللہ عزّ و جلّ کے بعض ایسے بندے ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید مگر انبیاء و شہداء بھی خدا کے ہاں ان کے مقام اور قرب پر رشک کریں گے۔ اسی دوران دُور دراز کے رہنے والوں میں سے ایک اعرابی آیا اور اپنے ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نہ تو نبی ہوتے ہیں اور نہ شہید لیکن نبی اور شہید بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے مرتبے اور قربت پر رشک کرتے ہیں، آپؐ اُن کے بارہ میں ہمیں بتائیں۔ اعرابی کے اس سوال پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر خوشی نمایاں ہوئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: یہ لوگ بہت سادہ طبع اور غیر معروف خاندانوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے مابین کوئی قریبی رحمی تعلقات بھی نہیں ہوتے مگر وہ اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے اور صاف دلی سے پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے قیامت کے دن نُور کے منبر رکھے گا اور ان پر انہیں بٹھائے گا۔ پھر ان کے چہرے کو بھی نورانی بنادے گا اور ان کے کپڑوں کو بھی نورانی بنادے گا۔ دوسرے لوگ قیامت کے روز بہت خوفزدہ ہوں گے لیکن ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ یہ اللہ کے دوست ہیں جن کو نہ کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (مسند احمد بن حنبل. باقی مسند الانصار)

علامہ ابن حیان اندلسی سورۃ الحدید کی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ﴾ کے تحت ﴿لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نور سے مراد یہاں حقیقی نور ہے۔

مجاہد اور بعض دیگر کہتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد ہدایت، کرامت اور خوشخبری ہے۔

(بحر محیط)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جو لوگ دل و جان سے تیرے یا رسول اللہ! غلام بن جائیں گے ان کو وہ نورِ ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائے گا کہ جو اُن کو غیر اللہ سے رہائی دیدے گا اور وہ گناہوں سے نجات پا جائیں گے اور اسی دنیا میں ایک پاک زندگی اُن کو عطا کی جائے گی اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ یعنی میں وہ مُردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام. صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"پاکیزہ روح کے ساتھ جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں روح القدس کہتے ہیں تعلق نہیں ہو سکتا جب تک کہ مناسبت نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلق کب تک پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاں "خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی" پر عمل ہونا چاہئے۔ اپنے آپ کو اس راہ میں خاک کر دے اور پورے صبر اور استقلال کے ساتھ اس راہ میں چلے۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس کو وہ نور اور روشنی عطا کرے گا جس کا وہ جویا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول. صفحہ ۴۵۹. جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فارسی منظوم کلام میں فرماتے ہیں:-

انسانوں میں وہی خدا کی طرف سے کامل ہوتا ہے جو روشن نشانوں کے ساتھ خدا نما ہوتا ہے۔ اس کے چہرے سے عشق اور صدق و صفا کا نُور چمکتا ہے۔ کرم، انکسار اور حیا اس کے اخلاق ہوتے ہیں۔ اس یارِ ازلی کی محبت کا نُور اُس کے چہرے سے برستا ہے اور اُس عالی جناب کی شان کی اس میں چمک ہوتی ہے۔ پاک لوگوں کی خلوت میں اگر تیرا گزر ہو تو تجھے معلوم ہو کہ وہاں کیسے کیسے انوار برستے ہیں۔ جو شخص اپنی خودی کو چھوڑ کر خدا کے نُور میں جاملا اُس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات حق ہوگی۔ میرا باطن اُس نُور کی محبت سے بھرپور ہے جس سے گمراہی کے زمانے میں روشنی ہوا کرتی ہے۔ دیکھ تو سہی۔ میرے اس گھر پر نُور برس رہا ہے لیکن اگر تُو نابینا

زمانے میں روشنی ہوا کرتی ہے۔ دیکھ تو سہی۔ میرے اس گھر پر نور برس رہا ہے لیکن اگر تو نابینا ہو تو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ چاند اُن کے منہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ اُس کا نور سورج سے ہے اور اُن کا نور خدا سے۔ مَیں ساتوں آسمانوں میں کسی کو ان کا مثیل نہیں دیکھتا خواہ ہر آسمان نور کا چشمہ ہی کیوں نہ ہو۔ مَیں روشن اور چمکدار سورج کی طرح نور پھیلا رہا ہوں۔ دوسرا جہان ہے؟ اور ایسی قدرت کس میں ہے۔ وہ کام جو مَیں کرتا ہوں اور اُن نشانوں سے جو مَیں دکھاتا ہوں یہی ظاہر ہوتا ہے کہ میرا سارا کاروبار خدا کی طرف سے ہے۔ (تریاق القلوب)

الہام دسمبر (۱۸۹۲ء) کا: "یَسُرُّ اللّٰہُ وَجْھَکَ وَیُنِیْرُ بُرْھَانَکَ. سَیُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ. وَقَالُوْا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا. قُلْ ھُوَ اللّٰہُ عَجِیْبٌ۔

خدا تیرے منہ کی بشاش کرے گا۔ اور تیرے برہان کو روشن کر دے گا۔ اور تجھے ایک بیٹا عطا ہوگا۔ اور فضل تجھ سے قریب کیا جائے گا۔ اور میرا نور نزدیک ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ مراتب تجھ کو کہاں؟ ان کو کہہ کہ وہ خدا عجیب خدا ہے، اُس کے ایسے ہی کام ہیں جس کو وہ چاہتا ہے اپنے مقربوں میں جگہ دیتا ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۲۶۶ تا ۲۶۸)

پھر الہام ہے: "اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ. مَظْھَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ .... اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"۔

(تذکرہ صفحہ ۲۸۱ اور ۲۸۸،۲۸۷۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)۔

منشی محمد الدین صاحبؓ واصل باقی نویس ساکن کھاریاں نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا: "لَھُمْ قُلُوْبٌ لَا یَفْقَھُوْنَ بِھَا. اَنَرْتُ مَکَانَکَ"۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۵)۔

ان کے دل تو ہیں پر سمجھتے نہیں۔ مَیں نے تیری جگہ روشن کی۔ (تذکرہ صفحہ ۴۷۸ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)۔

الہام ۱۳؍جون ۱۹۰۳ء: کاپی الہامات میں سے ہے: "اِنِّیْ اَنَرْتُکَ وَاخْتَرْتُکَ"۔ مَیں نے تجھے روشن کیا اور چن لیا۔ (حقیقۃ الوحی۔ تذکرہ صفحہ ۴۷۵۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)۔

اسی طرح الہام ہے "اِنِّیْ اَنَرْتُکَ وَاٰثَرْتُکَ"۔

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۱؍مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

"مَیں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا"۔

(تذکرہ صفحہ ۷۰۵ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)۔

چھپتے چھپتے

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کی ANGIOPLASTY کامیاب رہی

احباب دعاؤں، صدقات اور نوافل کا سلسلہ جاری رکھیں

(لنڈن 14؍اکتوبر M.T.A)

جیسا کہ احباب جماعت کو قبل ازیں اطلاع دی جا چکی ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دل کی ایسی کیفیت سے گزر رہے تھے جس کی مزید تشخیص ہونی تھی اس کے لئے حضور آج میجر سنٹرل ہسپتال میں داخل ہوئے۔ Angiography کرنے کے بعد ماہر امراض دل ڈاکٹر JENKINS نے دل کی ARTERIES کو NARROW محسوس کیا۔ ڈاکٹروں کی ٹیم نے فوری طور پر ANGIOPLASTY کا فیصلہ کیا جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماہر امراض قلب ڈاکٹروں کے مطابق تشفی بخش رہا۔ الحمد للہ۔

تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعاؤں، نوافل اور صدقات کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور فعّال درازیٔ عمر نصیب کرے اور آپ کے دور میں اسلام کو عظیم الشان عالمگیر روحانی غلبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان میں حضور انور ایدہ اللہ کی صحت کے لئے نوافل اور اجتماعی روزہ:: قادیان 15؍اکتوبر آج محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کی ہدایت کے مطابق احباب جماعت قادیان نے اجتماعی طور پر نفلی روزہ رکھا اور نوافل ادا کئے اور حضور انور کی صحت کے لئے دعائیں کیں اور مقامی طور پر صدقات ادا کئے۔

بقیہ صفحہ: (14)

احمدیہ جرمنی کا یہ ۲۷واں عظیم الشان جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے جماعت احمدیہ جرمنی کے اس کامیاب جلسہ سالانہ کی بدولت جماعت میں بیداری کی ایک نئی روح پیدا ہوئی ہے۔ جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے کے لئے جلسہ سالانہ کمیٹی، انتظامیہ اور دیگر تمام رضاکاروں نے شب و روز نہایت محنت سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے ✱✱✱

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے یہ دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگولین کلکتہ 700001
دکان:: 248-5222'248-1652'243-0794
رہائش:: 237-0471'237-8468

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَطِعْ اَبَاکَ

اپنے باپ کی اطاعت کر

طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

PRIME AUTO PARTS
House of Genuine Spares
Ambassador & Maruti

P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ☎2370509

عراق اور مشرق وسطیٰ کی خوفناک حالت کے متعلق حضور انور کا **خطبہ جمعہ**

عالم اسلام پر جو حالات آجکل گزر رہے ہیں وہ ہر احمدی کے لئے بہت ہی زیادہ باعث فکر ہیں

ہر احمدی کو باقاعدہ اس امر کیلئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عالمِ اسلام کے خطرات کو ٹال دے

وی پی سنگھ ایک عظیم رہنما ہیں انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کی حق پرستی کی تعریف کی جائے

ایسے راہنما جو انصاف کے نام پر کہیں بھی قربانی کیلئے تیار ہوتے ہیں اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ان کی عظمت کا اعتراف کیا جائے

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9نومبر 1990ءبمقام مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سے بارہ سال قبل خلیج کی ہولناک جنگ سے قبل اور بعد میں چند بصیرت افروز خطبات جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اہل مغرب، دنیائے اسلام اور اہل ہند کو چند نصائح فرمائی تھیں جن پر آج بھی اگر عمل ہو تو دنیا جنگ کی تباہ کاریوں سے بچ کر امن و عافیت کے دامن میں آسکتی ہے۔ چونکہ ان دنوں عراق اور امریکہ جنگ کے بادل چھا رہے ہیں لہٰذا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ان خطبات میں سے بعض کو پھر شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے دنیا کے حکمرانوں کو سمجھ عطا فرمائے کہ وہ جنگ کی تباہیوں سے معصوم عوام کو بچا سکیں۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

عالم اسلام پر جو حالات آجکل گذر رہے ہیں وہ ہر احمدی کے لئے بہت ہی زیادہ باعث فکر ہیں اور پریشانیاں کم ہونے کی بجائے سردست بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی احباب جماعت کو بار بار دعا کی طرف توجہ کرنے کی نصیحت کی تھی، اب پھر میں اس خطبے کے ذریعے جماعت کو دعا کی یاد دہانی کراتا ہوں۔ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اور گہرے خلوص اور درد کے ساتھ ہر احمدی کو باقاعدہ اس امر کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عالم اسلام کے خطرات کو ٹال دے اور اگرچہ بہت ہی گہرے اور سیاہ بادل ہر طرف سے گھر کر آئے ہیں لیکن خدا کی تقدیر جب چاہے ان کے رخ پھیر سکتی ہے اور اس وقت دنیا کا کوئی ایسا حصہ نہیں ہے جہاں یا براہ راست مسلمانوں کو خطرہ درپیش نہ ہو یا بالواسطہ خطرہ درپیش نہ ہو اور ان تمام خطرات کے مقابلے کے لئے فی الحقیقت دنیا میں کہیں بھی مسلمان تیار نہیں اور جو اسلامی اور عقل و دانش کا ردعمل ہونا چاہئے وہ ردعمل کہیں دکھائی نہیں دے رہا، اس لئے ہمارا کام ہے کہ نصیحت بھی کریں، سمجھانے کی بھی کوشش کریں خواہ کوئی ہماری آواز سنے یا نہ سنے، ہمارا فرض ہے کہ اس وقت جو بھی نصیحت کا حق ہے وہ ضرور ادا کریں لیکن محض نصیحت پر بناء نہیں کرنی کیونکہ نصیحت ان کانوں پہ پڑے جو سننے کے لئے آمادہ نہ ہوں، حالات ان آنکھوں کو دکھائے جائیں جو دیکھنے کے لئے تیار نہ ہوں اور بات ان دلوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جن کے اوپر ضد کی مہریں لگی ہوں تو جو بھی انسان کرنا چاہے اس کا نیک نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اس لئے دعائیں بہت ضروری ہیں۔ نصیحت میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے اور جہاں تک غیر دنیا کا تعلق ہے ان کے رخ موڑنے کے لئے بھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

آپ کی دعاؤں کے بھی دو رخ ہونے چاہئیں۔ ایک یہ کہ اللہ اہل اسلام میں ہوشمند لیڈرشپ پیدا فرمائے اور اہل اسلام کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے ان کو عقل دے، ان کو تقویٰ کا نور عطا کرے اور حالات کو سمجھنے کی توفیق بخشے اور دوسری طرف جو ظالم باہر کی دنیا سے اسلام پر حملہ آور ہونے والے ہیں یا ہو رہے ہیں یا اندرونی طور پر مسلمانوں کے اندر سے ان سے دشمنی کرنے والے اسلام کے بھیس میں ان سے دشمنی کر رہے ہیں، ان سب کے رخ پھیر دے اور ان کی تمام کوششوں کو نامراد اور ناکام فرما دے۔

سرسری طور پر جو کچھ اس وقت ہو رہا ہے وہ میں آپ کے سامنے مختصراً رکھتا ہوں۔ سرسری طور پر تو نہیں مگر مختصراً رکھتا ہوں کیونکہ اس سے پہلے اس مضمون پر مختلف رنگ میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ عراق کے ساتھ وابستہ جھگڑے کا تعلق درحقیقت کویت پر عراق کے قبضے سے ہے۔ یہ تو سب دوستوں کو معلوم ہے۔ اور اس وقت تمام دنیا کی طاقتوں کو عراق کے خلاف جو اکٹھا کیا جا رہا ہے اس کے محرکات کیا ہیں۔ ان میں سے ایک دو میں نے بیان کیے لیکن بہت گہرے محرکات ہیں۔ اگر توفیق ملی تو آئندہ کبھی ان پر تفصیل سے روشنی ڈالوں گا اور یہ بتاؤں گا کہ ان سازشوں کی باگ ڈور درحقیقت کن ہاتھوں میں ہے لیکن خلاصہ اس جھگڑے کا یہی ہے کہ ایک مسلمان ملک نے ایک ایسے خطہ زمین پر قبضہ کر لیا جو اس مسلمان ملک کے نزدیک کبھی اس کا تھا اور انگریزوں نے اس خطے کو کاٹ کر وہاں ایک الگ حکومت قائم کر دی تھی۔ یہ عراق کا کیس ہے۔ اس کے جواب میں یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر آج ہم کسی خطے پر کسی تاریخی دعویٰ کے نتیجے میں کسی ملک کو قبضہ کرنے دیں تو اس سے عالمی امن کو شدید خطرہ لاحق ہو گا۔ اور ہم کسی قیمت پر بھی اس قسم کی ظالمانہ حرکت کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔ چنانچہ مغربی راہنماؤں کی طرف سے بار بار اس خیال کو بھی رد کیا جا رہا ہے کہ تیل میں ہمیں دلچسپی ہے۔ کہتے ہیں تیل میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ دلچسپی ہے تو امن عالم میں دلچسپی ہے ایک خطے کو جو زمین کا ایک ٹکڑا ہے اس کو کوئی ملک اپنے قبضے میں اس لئے کر لے کہ تاریخی لحاظ سے کچھ اور تھا یہ بالکل ایک لغو بات ہے اور ہم ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

آیئے اب ہم اس دور کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہوتا رہا ہے اور یہ جو دلیل پیش کی جا رہی ہے اس کی ماہیت کیا ہے۔ جہاں تک عالم اسلام سے تعلق رکھنے والی بعض سرزمینوں کا تعلق ہے ان میں سب سے پہلے فلسطین کی سرزمین ہے جس کے ایک بڑے حصے پر اس وقت اسرائیل کی حکومت قائم ہے اور اس کے علاوہ بھی وہ حکومت سرکتی ہوئی اردن دریا کے مغربی ساحل تک پہنچ چکی ہے۔ یہ حقیقت میں ایک تاریخی قضیہ تھا۔ ہزاروں سال پہلے یہود کا اس سرزمین پر قبضہ تھا اور یہاں انہوں نے معبد تعمیر کیے اور اس زمین کو یہود کے نزدیک غیر معمولی اہمیت تھی۔ مغربی طاقتوں نے

اس قدیم تاریخ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس زمانے کا جغرافیہ تبدیل کیا اور اس قدر غیر معمولی ہٹ دھرمی اور جسارت کی کہ سارا عالم اسلام شور مچاتا رہ گیا اور عالم اسلام کے سوا دنیا کی بہت سی دوسری طاقتیں بھی عالم اسلام کی ہمنوائی میں اٹھ کھڑی ہوئیں کہ تم تین چار ہزار سال پرانی تاریخ کو ٹٹولتے ہوئے راکھ کے انبار میں سے ایک چنگاری نکال رہے ہو اور اسے ہوا دے کر آگ بنانے لگے ہو۔ تمہارا کیا حق ہے کہ آج اس پرانے دعوے کو قبول کرتے ہوئے اس حال کی دنیا کے نقشوں کو تبدیل کرو مگر وہی بڑی حکومتیں جو عراق کو تباہ کرنے پر آج تلی بیٹھی ہیں وہ متحد ہو گئیں اس بات پر کہ نہیں تاریخ کے نتیجے میں جغرافیے تبدیل کیے جائیں گے اور جغرافیے تو تبدیل ہوتے رہنے والی چیزیں ہیں پھر آپ کشمیر کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ جوناگڑھ کو دیکھ لیجئے۔ پھر آپ حیدر آباد دکن کو دیکھ لیجئے۔ غرضیکہ بہت سے ایسے ممالک ہیں جو آج بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ اس دور میں جس میں سے ہم گزر رہے ہیں تاریخ کے حوالے سے یا بغیر کسی حوالے کے جغرافیے تبدیل کئے گئے اور تمام دنیا کی سیاست کو کوئی خطرہ در پیش نہیں ہوا اور سیاسی تقسیمیں دنیا میں جتنی بھی ہیں انہوں نے ان تبدیلیوں کے نتیجے میں کوئی واویلا نہیں کیا اور کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ سب دنیا مل کر اس تبدیل ہوئے جغرافیے کو پھر پہلی شکل پر بحال کر دے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم جب افریقہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اور بھی زیادہ حیرت انگیز اور بھیانک شکل دکھائی دیتی ہے۔

ایک رسالہ The Plain Truth یہاں سے شائع ہوتا ہے' اس کے ایک صفحے میں سے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو علم ہو کہ دنیا کا جغرافیہ تبدیل کرنے کا حق کن کو ہے اور کن کو نہیں ہے۔ یہ لکھتا ہے:

کہ نومبر ۱۸۸۴ء میں ۱۳ یورپین ریاستوں کے نمائندے اور یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے نمائندے برلن میں اکٹھے ہوئے۔ غرض کیا تھی؟ ۔ افریقہ کی بندر بانٹ۔ چنانچہ تمام افریقہ کے براعظم کو انہوں نے وہاں ایسے ٹکڑوں میں تقسیم کیا کہ کچھ ٹکڑے کسی کے حصہ اثر میں آئے اور کچھ ٹکڑے کسی اور کے حصہ اثر میں آئے۔ غرضیکہ تمام یورپین ممالک نے اپنے اپنے حصہ اثر کے ٹکڑے چن لئے اور معاہدہ یہ ہوا کہ ہم ایک دوسرے کے حصہ اثر کے ٹکڑوں میں دخل نہیں دیں گے۔ فی الحقیقت یہ تقسیم تمام تر یورپین ریاستوں کے مفاد میں کی گئی تھی۔

اس کی تفاصیل اس مضمون میں بھی بیان ہوئی ہیں اور تاریخ میں ویسے ہی یہ مضمون پوری چھان بین کے ساتھ ہمیں تالیف ہوا ملتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان تقسیمات میں ہرگز کسی افریقن قوم یا کسی افریقن ملک کے مفاد کو ملحوظ نہیں رکھا گیا اور قوموں کو نہ قومیت کی بناء پر تقسیم کیا گیا' نہ لسانی یکجہتی کی بناء پر تقسیم کیا گیا' نہ دیگر مفادات کو دیکھا گیا' نہ اقتصادی مفادات کو دیکھا گیا' نہ یہ دیکھا گیا کہ کہاں قدرتی یعنی معدنیات موجود ہیں اور کہاں نہیں اور نہ یہ دیکھا گیا کہ ریاستیں بہت چھوٹی ہو جائیں گی اور اقتصادی لحاظ سے آزادی کے ساتھ چلنے کی اہل بھی رہیں گی یا نہیں' نہ یہ دیکھا گیا کہ ریاستیں اتنی بڑی ہو جائیں گی کہ ان کے نتیجے میں دیگر ریاستوں کے حقوق خطرے میں پڑ جائیں گے اور ان کے مفادات کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ یہ وہ خلاصہ ہے جو ہمیں تاریخ میں بھی ملتا ہے اور اس مضمون میں بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس کے نتیجے میں جو غیر معمولی تکالیف افریقہ کے باشندوں کو اٹھانی پڑیں اور اب بھی اٹھائے چلے جا رہے ہیں اس کی تفصیل بھی آپ کو تاریخ میں ملتی ہے اور اس مضمون میں بھی مختصراً ذکر ہے۔

خلاصہ کلام یہی ہے کہ سارے افریقہ کے براعظم کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں یا بعض بڑے ٹکڑوں میں اس نیت سے بانٹ دیا گیا کہ اس خطہ زمین کے تمام تر مفادات اہل مغرب کو حاصل ہوں اور حاصل ہوتے رہیں۔ اب آزادی کے بعد افریقہ کو جو اکثر مسائل در پیش ہیں وہ اسی غلط تقسیم کے نتیجے میں ہیں کیونکہ قومی یکجہتی کا تصور ابھرنے کے ساتھ لسانی اشتراک کے خیالات بھی ابھرتے ہیں اور جغرافیے کی حدود لنبان او دیا تاہے اور قومی یکجہتی اور لسانی اشتراک کی حدود اور طرح دکھتا ہے۔ پھر تاریخی طور پر افریقہ کی قوموں کی ایک دو سرے سے دشمنیاں ہیں۔ مثلاً لائبیریا میں بعض قوموں کی بعض دوسری قوموں سے دشمنیاں ہیں لیکن یہ صرف ملک کے اندر نہیں بلکہ بڑے بڑے علاقوں میں یہ دشمنیاں پھیلی پڑی ہیں اور ان میں سے بعض دشمنی والی قوموں کو اس طرح کاٹ دیتا کہ وہ نسبتاً کمزور دوسری قوموں پر حاوی ہو جائیں' غرضیکہ بہت سی ایسی شکلیں ابھرتی ہیں جن کے نتیجے میں سارا افریقہ اس وقت بے اطمینانی' عدم اعتماد' اور منافرتوں کی لپیٹ میں ہے۔ ان تمام ناانصافیوں کو دور کرنے کی طرف نہ کبھی کسی نے توجہ کی' نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں بلکہ اب تو معاملہ اس حد تک آگے بڑھ چکا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ان ناانصافیوں کو کالعدم کر کے افریقہ کی نئی تقسیم کی جائے تو جو موجودہ خطرات ہیں ان سے بہت زیادہ خطرات افریقہ کے امن کو در پیش ہوں گے۔

پس یہ ہے خلاصہ تاریخ اور جغرافیے کے تعلقات کا۔ اب جب ہم کویت پر عراق کے قبضے کی طرف واپس آتے ہیں تو اس ساری صورت حال کا یہ تجزیہ میرے سامنے آیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ملک مسلمان ملک کی سرزمین پر قبضہ کر لے اور جغرافیہ تبدیل کر دے تو دنیا کے امن کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ اگر کوئی مغربی طاقت یا سب طاقتیں

> **"آپ کی دعاؤں کے بھی دو رُخ ہونے چاہئیں۔ ایک یہ کہ اللہ اہل اسلام میں ہوشمند لیڈر شپ پیدا فرمائے اور اہل اسلام کی قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے ان کو عقل دے، ان کو تقویٰ کا نور عطا کرے اور حالات کو سمجھنے کی توفیق بخشے اور دوسری طرف جو ظالم باہر کی دنیا سے اسلام پر حملہ آور ہونے والے ہیں یا ہو رہے ہیں یا اندرونی طور پر مسلمانوں کے اندر سے ان سے دشمنی کرنے والے اسلام کے بھیس میں ان سے دشمنی کر رہے ہیں، ان سب کے رُخ پھیر دے اور ان کی تمام کوششوں کو نامراد اور ناکام فرمادے"**

مل کر ایک وسیع براعظم کے جغرافیے کو بھی تبدیل کر دیں اور تہس نہس کر دیں اور ایسی ظالمانہ تقسیم کریں کہ ہمیشہ کے لئے وہ ایک آتش فشاں مادے کی طرح پھٹنے کے لئے تیار براعظم بن جائے تو اس سے امن عالم کو کوئی خطرہ در پیش نہیں ہو گا۔ لیکن اگر ایک مسلمان ملک کسی مسلمان ملک کی زمین پر قبضہ کرے تو اس سے سارے عالم کے امن کو خطرہ ہو گا اور اس عالمی خطرے کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ آخری منطق ہے جو اس سارے تجزیے سے ابھر کر ہمارے سامنے آتی ہے۔ اس کے باوجود کہ یہ ساری باتیں معروف اور معلوم ہیں' یہ کوئی ایسی تاریخ نہیں ہے جس کو میں نے کھوج کر' کہیں سے نکال کر پڑھا ہے اور جس سے مسلمان دانشور واقف نہیں یا مسلمان ریاستوں کے سربراہ واقف نہیں' سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے اور دیکھتے ہوئے نہیں دیکھ رہے کہ اس وقت جو کچھ مشرق وسطی میں ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے اس کا تمام تر نقصان اسلام کو اور اہل اسلام کو پہنچے گا۔ اور تمام تر فائدہ غیر مسلم ریاستوں کو اور غیر مسلم مذاہب اور طاقتوں کو میسر آئے گا۔ اس جنگ کی جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جو بھی قیمت چکانی پڑے گی وہ تمام تر مسلمان ممالک چکائیں گے اور یہ جو عظیم الشان فوجوں کی حرکت ایک

براعظم سے دوسرے براعظم کی طرف ہو رہی ہے' یہ غیر معمولی اخراجات کو چاہتی ہے' اس کے لئے دولت کے پہاڑ درکار ہیں لیکن یہ وہی دولت کے پہاڑ ہیں جو سعودی عرب نے اور شیخڈم نے انہیں ملکوں میں بنا رکھے تھے اور وہی اب قانونی طور پر ان کے سپرد کر دیئے جائیں گے کہ یہ تمہارے ہو گئے' ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں رہا اور نتیجہ ایک ابھرتے ہوئے اسلامی ملک کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دینا اور مسلمانوں کے دل میں اس خیال کا پیدا ہونا بھی جرم قرار دیا جانا کہ وہ اپنی عزت نفس کے لئے کسی قسم کی کوئی آزاد کارروائی کر سکتے ہیں۔

عراق کو بھی ہم نے بہت سمجھانے کی کوشش کی اور جس طرح بھی ہوا ان کو پیغام بھجوائے گئے کہ آپ خدا کے لئے خود اپنے مفاد کی خاطر اور اس اسلامی مفاد کی خاطر جو آپ کے پیش نظر ہے اس ناانصافی کے قدم کو پیچھے کر لیں کیونکہ تاریخ کے حوالے سے اگر جغرافیے تبدیل ہونے لگیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے افریقہ میں بھی اب یہ

"جو بدبختی ہندوستان میں ہو رہی ہے اور مسلمانوں پر جو عظیم مظالم توڑے جا رہے ہیں اس کی داغ بیل پاکستان کے ملاں نے ڈالی ہے۔ یہ وہ مجرم ہے جو خدا کے حضور جوابدہ ہوگا"........

ناممکن ہو گیا ہے۔ دنیا میں اکثر جگہوں پر یہ ممکن نہیں رہا۔ اس لئے خود آپ کا مفاد اس میں ہے۔ کویت کا مفاد اس میں ہے۔ عالم اسلام کا مفاد اس میں ہے کہ اس اٹھے ہوئے قدم کو واپس لے لیں اور اپنی طاقت کو بڑھائیں اور عالم اسلام کو متحد کرنے کی کوشش کریں لیکن افسوس کہ وہاں بھی یہ بات نہیں سنی گئی اور دیگر مسلمان عرب ممالک نے بھی ذرا بھی دھیان اس بات پر نہیں دیا کہ ہم غیر مسلم طاقتوں سے مل کر ان کے سارے ظلم کا خرچ برداشت کرتے ہوئے ایک مسلمان ریاست کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں جس کے بعد اس تمام علاقے سے ہمیشہ کے لئے امن اٹھ جائے گا۔

عالمی امن کو خطرہ ہے یا نہیں ہے مگر یہ ریاستیں جو اس جنگ کا خرچ برداشت کرنے والی ہیں اور کرائے کے لڑنے والوں کو باہر سے بلا کر لائی ہیں ان کو میں یقین دلاتا ہوں کہ پھر وہ کبھی اپنے ماضی کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جا سکیں گی۔ بدحال سے بدتر حال تک پہنچتے چلے جائیں گے اور کبھی پھر امن اس علاقے کا منہ دوبارہ نہیں دیکھے گا۔ اس لئے اب اس نصیحت کے بعد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دعا ہی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان کو عقل دے اور ہماری نصیحت کی بات خواہ کتنی ہی کمزور کیوں نہ معلوم ہوتی ہو اپنے فضل سے اس میں طاقت بخشے اور دلوں کو اسے قبول کرنے پر آمادہ فرما دے کیونکہ اللہ ہی ہے جو ان حالات کو تبدیل کر سکتا ہے۔ بہت خوب اس لکھنے والے نے لکھا کہ

Only a Divine Power Could Reverse This Tragedy Peaceably.

کہ اب تو صرف کوئی الٰہی طاقت ہی ہے جو اس انتہائی دردناک صورت حال کو پرامن کیفیت کے ساتھ تبدیل کر دے۔ پرامن کوششوں کے ذریعے تبدیل کر دے۔

اب ہم ہندوستان پر نگاہ ڈالتے ہیں وہاں پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا۔

لیکن سب سے بڑی دردناک بات یہ ہے کہ وہاں بھی تاریخ کے نام پر ایک اور طرح کی جغرافیائی تبدیلی کی جا رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ساڑھے تین سو سے چار سو سال کے عرصے کے درمیان' پہلے بابر نے ایک ہندو مندر کو جو اجودھیا میں پایا جاتا تھا اور رام کا مندر کہلاتا تھا' Demolish کر دیا' منہدم کر دیا اور اس کی جگہ ایک مسجد تعمیر کر دی جسے بابری مسجد کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق تاریخی حوالے کس حد تک مستند ہیں یہ بحث ہندوستان کی ایک عدالت میں ابھی جاری ہے لیکن زیادہ تر بنیاد اس الزام کی ایک مسلمان درویش کی ایک رؤیا پر ہے جس نے یہ دیکھا تھا کہ بابری مسجد کے نیچے رام کا مردہ دفن ہے اور اس لئے یہاں پہلے ایک مندر ہوا کرتا تھا اور اس کی جگہ اب مسجد بنائی گئی ہے تو یہاں گویا کہ رام مدفون ہو گیا۔ کسی کی یہ رؤیا بھی بہت پرانی ہے یہ وہ حوالہ ہے جس کی رو سے ہندوؤں نے اپنے عدالتی کیس کو تقویت پہنچانے کی کوشش کی ہے اور دیگر بھی بہت سی ایسی سندات پیش کرتے ہیں جن کی فی الحقیقت کوئی تاریخی حیثیت نہیں مگر بہرحال یہ تو عدالتی معاملہ ہے' اس میں زیر بحث ہے مگر قطع نظر اس کے کہ یہ دعویٰ سچ ہو یا جھوٹ' چار سو سال پہلے کی تاریخ کو اگر اس طرح تبدیل کرنے کی آج کوشش کی جائے تو اس کو صرف اس اصول پر جائز سمجھا جاتا ہے جو مغربی طاقتوں کا اصول ہے کہ اگر غیر مسلم کریں تو جائز ہے' اگر مسلمان کریں تو جائز نہیں ہے مسلمانوں کے لئے نہ اس وقت جائز تھا' نہ اب جائز ہے کہ اس عمارت کو اپنے پاس رکھیں اور ہندوؤں کے لئے یہ جائز ہے کہ جب چاہیں پرانی تاریخ کے حوالے سے آج کے قبضوں کی کیفیت بدل دیں اور آج کے جغرافیہ کو تبدیل کر دیں۔

پس ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے لئے بہت ہی بڑا خطرہ درپیش ہے لیکن یہ خطرہ دراصل ان خطرات سے زیادہ ہے جو جغرافیائی خطرات دیگر جگہوں پر درپیش ہیں۔ یہاں اسلام کی عظمت اور اسلام کی توحید کو خطرہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اور خدا کی توحید کو ایک خطرہ درپیش ہے۔ وہ جگہ جہاں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی تھی وہاں اب بے حقیقت اور ایسے بتوں کی عبادت کی جائے گی جو ان خداؤں سے وابستہ ہیں جن خداؤں کا ہی کوئی وجود نہیں۔ پس ایک خدائے واحد کی عبادت گاہ کو جو توحید کی علمبردار ہو بت خانوں میں تبدیل کرنا یہ محض ایک چھوٹا سا حادثہ نہیں بلکہ تمام اسلام کی بنیاد پر حملہ ہے اور اس کا جو اثر ہے وہ ہندوستان پر بہت دور تک پھیلے گا اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کا امن ظاہری طور پر بھی ہندوستان سے اٹھ جائے گا اور بہت ہی خوفناک فسادات کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو گا جس کو روکا نہیں جا سکے گا۔ بہرحال یہ ایک بہت ہی غیر معمولی جذباتی اور اعتقادی اہمیت کا معاملہ ہے جسے عالم اسلام کو سمجھنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی جو رد عمل اس کے نتیجے میں پیدا ہونا چاہئے وہ اسلامی رد عمل ہونا چاہئے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہاں بھی ویسی ہی صورتحال ہے جیسا کہ عراق سے تعلق رکھنے والے مسائل کی ہے۔ ایک طرف ہم بنگلہ دیش پر نظر ڈالتے ہیں کہ اس غصے میں کہ بعض ہندوؤں نے یا یوں کہنا چاہئے کہ لاکھوں ہندوؤں نے بابری مسجد پر حملے کی کوشش کی اور بعض اس میں داخل بھی ہو گئے اور پہلے سے نصب شدہ بت کی وہاں عبادت بھی کی گئی' انہوں نے بہت سے مندر جلا ڈالے اور منہدم کر دیئے اور بہت سے ہندوؤں کی املاک لوٹ لیں اور ان کا قتل و غارت کیا۔ کیا یہ اسلامی رد عمل ہے؟ یقیناً نہیں۔ ناممکن ہے کہ اسلامی تعلیم کی رو سے اس رد عمل کو جائز قرار دیا جائے۔ اسلام تمام دنیا کے مذاہب کی عظمت اور ان کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے۔ عظمت کی حفاظت ان معنوں میں نہیں کہ ان کے سامنے اعتقادی لحاظ سے سر جھکانے کی تعلیم دیتا ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ جو ان مذاہب کو عظیم سمجھتے ہیں ان کو قانونی تحفظات مہیا کرنے کی تلقین کرتا ہے کہ وہ جس طرح چاہیں چاہے باطل کو بھی عظیم سمجھیں وہ جس کو عظیم سمجھنا چاہتے ہیں عظیم سمجھتے رہیں۔ پس جہاں تک ان کے دلوں کا اور ان کے دلوں کے احترام کا تعلق ہے ان کی حفاظت کرنا دراصل ان مذاہب کی عظمت کی حفاظت کرنا ہے اور حرمت کی حفاظت اس طرح کرتا ہے کہ مسلمان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ دوسروں کے عبادت خانوں کو منہدم کرے اور ان کی جگہ خواہ مسجد بنائے یا کچھ اور تعمیر کر دے۔

یہ ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے' یہ دراصل پاکستان میں ہونے والے چند واقعات کا رد عمل ہے جس طرح ہندوستان میں ہونے والے واقعات کا ایک رد عمل مشرقی بنگال

میں یا یوں کہنا چاہئے کہ بنگلہ دیش میں ظاہر ہوا اور سندھ کے بعض علاقوں میں ظاہر ہوا۔ اسی طرح ظلم کے رد عمل دوسری جگہ ہوتے رہتے ہیں اور ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں یہ حوالہ دیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں بھی تو یہی کچھ ہوتا ہے۔ پاکستان میں بھی تو انتہا پرست ملاں مذہب کے نام پر اپنے اقتدار کو غیروں پر قائم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اس لئے وہ ہندو پارٹی جو دراصل اس سارے فساد کی ذمہ دار ہے اس کے راہنما بار بار یہ حوالے دے چکے ہیں کہ اگر پاکستان کے ملاں کو یہ حق ہے کہ اسلام کے نام پر جن کو وہ غیر مسلم سمجھتا ہے ان کے تمام انسانی حقوق دبا لے تو کیوں ہندو مت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ ہم ہندو مت کے نام پر ہندو مت کی عظمت کے لئے تمام مسلمانوں کے تمام بنیادی حقوق دبالیں۔ چنانچہ ایک موقعہ پر گذشتہ الیکشنز میں اس نے یہ اعلان کیا کہ مسلمانوں کو میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ ہندوؤں کے اقتدار میں کلیتہً ان کے حضور سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس ملک میں زندہ رہیں یا اپنا بوریا بستر لپیٹیں اور اس ملک سے رخصت ہو جائیں کیونکہ ہندوستان میں اس لیڈر کے نزدیک اب مسلمان اور اسلام کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ یہ ویسا ہی اعلان ہے اور اس حوالے سے کیا گیا ہے جو پاکستان کے ملاں نے احمدیوں کے متعلق کیا۔ وہاں تو انہوں نے غیر مسلم ہوتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف' ان مسلمانوں کے خلاف یہ اعلان کیا جو دعویٰ کرتے تھے کہ ہم مسلمان ہیں۔ کسی ہندو فرقے کو زبردستی مسلمان بنا کر ان کے خلاف یہ اعلان نہیں کیا اس لئے ناانصافی تو ہے لیکن اس ناانصافی کی جو بنیاد ہے اس بنیاد کے قیام میں کوئی ناانصافی نہیں۔ کھل کر انہوں نے یہ کہا کہ جو غیر ہندو ہے اس کے لئے ہمارے یہ جذبات ہیں مگر غیر ہندو کا فیصلہ غیر ہندو کرے گا۔ ہم زبردستی بعضوں کو غیر ہندو قرار دے کر ان پر اپنے فیصلے نہیں ٹھونسیں گے مگر پاکستان میں جو ظلم اور زیادتی ہوئی وہ اس سے بھی ایک قدم آگے ہے۔ وہاں پہلے اسلام کے جانثاروں کو' حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت کا کلمہ پڑھنے والوں کو' خدا تعالیٰ کی توحید کا کلمہ پڑھنے والوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور پھر ان سے تمام وہ ناروا سلوک کیے گئے جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا لیکن چونکہ انہوں نے غیر مسلم بنا کر ایسا کیا اس لئے غیر مسلم دنیا کے ہاتھ یہ بہانہ تو بہرحال آگیا کہ پاکستان کا ملاں **اسلام** کی سند کو استعمال کرتے ہوئے جن کو غیر مسلم سمجھتا ہے ان سے یہ سلوک کرتا ہے تو ہم غیر مسلموں کو' اس میں وہ بہرحال ہندو شامل کرتے ہیں کہ ہم ہندوؤں کو پھر کیوں یہ حق نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں سے جو چاہیں سلوک کریں۔ پس جب پاکستان میں مسجدیں منہدم کی جا رہی تھیں اور چاروں صوبے اس بات کے گواہ ہیں کہ چاروں صوبوں میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت گاہوں کو جن میں خالص اللہ کی محبت اور اس کے عشق میں عبادت کرنے والے پانچ وقت اکٹھے ہوا کرتے تھے منہدم کر دیا گیا' جب احمدیوں کی مساجد کو ویران کرنے کی کوشش کی گئی۔ جب وہاں سے کلمہ توحید کا بلند ہونا ان کے جذبات پر ظلم کرنے کے مترادف قرار دیا گیا اس وقت ان کو کیوں خدا کا خوف نہیں آیا اور کیوں اس بات کو نہیں سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پھر ضرور ظالموں کو پکڑتی ہے اور ان کو اپنے کردار کی تصویریں دکھاتی ہے۔

پس جو بدبختی ہندوستان میں ہو رہی ہے اور مسلمانوں پر جو عظیم مظالم توڑے جا رہے ہیں اس کی داغ بیل پاکستان کے ملاں نے ڈالی ہے۔ یہ وہ مجرم ہے جو خدا کے حضور جوابدہ ہو گا۔ اس دنیا میں بھی آپ دیکھیں گے کہ ایک دن آئے گا جب یہ ملاں اپنے ظلم اور تعدی کی وجہ سے پکڑا جائے گا اور آخرت میں تو بہرحال ان کا رسوا اور ذلیل ہونا مقدر ہو چکا ہے سوائے اس کہ کہ یہ توبہ کریں۔ پس پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات غیر دنیا پر پڑتے ہیں' غیر دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے اثرات دوسری دنیا کے حصوں پر پڑتے ہیں۔ غیر مسلم دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کے اثرات اسلام کی دنیا پر پڑتے ہیں غرضیکہ اس طرح یہ دنیا ایک ایسی دنیا نہیں ہے جو مختلف جزیروں کی صورت میں ایک دوسرے سے الگ رہ رہی ہو۔ ایک جگہ ہونے والے واقعات کا اثر موجوں کی طرح دوسرے حصے کے اوپر ضرور اثر انداز ہوتا ہے اور ظلم ہمیشہ ظلم کے بیج دیتا ہے۔ پس اگر ہم نے دنیا میں انصاف کو قائم کرنا ہے اور ہم ہی نے دنیا میں انصاف کو قائم کرنا ہے تو ہمیں ظلم کے خلاف جہاد کرنا ہو گا۔ ہمیں انصاف اور امن کے حق میں جہاد کرنا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا

جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! مظلوم بھائی کی تو ہم حمایت کریں۔ ظالم بھائی کی کیسے حمایت کریں۔ آپ نے فرمایا! ظلم سے ان کے ہاتھ روک کر ان کی حمایت کریں۔

پس جہاں جہاں بھی مسلمان ممالک نے یہ غلط رد عمل دکھایا ہے اور اسلام کے نام پر نہایت ہی کریہہ حرکات کی ہیں اور ہندوؤں کے مندروں کو لوٹا یا منہدم کیا ہے ان کے ظلم سے ہاتھ روکنا ہمارا کام ہے اور یہی ان کی مدد ہے اور جہاں جہاں مظلوم مسلمان غیروں کے ظلم کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں وہاں جس حد تک بھی ممکن ہے ان کی مدد کرنا یہ بھی عین اسلام ہے اور اسی کا حکم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ اس لئے احمدیوں کو ہر دو محاذ پر جہاد کے لئے تیار ہونا چاہیے۔

سچا رد عمل تو یہ تھا کہ ایسے موقع پر سب سے پہلے تو تمام غیر مذاہب کے عبادت خانوں کی حفاظت کے لئے تمام مسلمان ممالک تیار ہو جاتے اور ہندوستان کے سابق وزیر اعظم وی۔ پی۔ سنگھ سے نصیحت پکڑتے۔ وہ ایک عظیم راہنما ہے۔ اگرچہ وہ اب طاقت پر فائز نہیں لیکن انصاف کا تقاضا ہے کہ ان کی حق پرستی کی تعریف کی جائے۔ ہندوستان کی بہت ہی بڑی بدنصیبی ہے' ایک تاریخی بدنصیبی ہے کہ اتنے عظیم الشان راہنما کی راہنمائی سے محروم ہو گیا جس کے پیچھے چل کر ہندوستان کو کھوئی ہوئی ساری عظمتیں مل سکتی تھیں کیونکہ وہ راہنما جو حق پرست ہو اور حق کی خاطر اپنے مفادات کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو' آج کی دنیا میں اس سے بہتر قوم کو اور لیڈر میسر نہیں آ سکتا دو باتیں وی۔ پی۔ سنگھ صاحب نے ایسی کیں جن کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بہت ہی عزت قائم ہوئی اور محبت قائم ہوئی اور میں دعا کرتا رہا کہ اللہ کرے کہ دنیا کے راہنما بھی اس طرح حق پرست بن جائیں۔ سب سے پہلے تو لاکھوں اور کروڑوں مظلوم اچھوتوں کے لئے یہ تن تنہا کھڑے ہو گئے اور اپنی پارٹی کے ان لیڈروں کے اختلاف کو بھی چیلنج کیا جو ان کے اقتدار کے لئے خطرہ بن سکتے تھے اور تمام ملک میں یہ قانون رائج کیا کہ وہ اچھوت مظلوم جو ہزاروں سال سے مظلوم چلے آ رہے ہیں ان کے حقوق کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے لئے حکومت میں نوکریوں کے تحفظات دیئے جائیں اور ایک خاص فیصد مقرر کر دی گئی کہ اتنی فیصد تعداد کی نسبت کے لحاظ سے لازماً اچھوت قوموں کے لئے حکومت کی ملازمتیں ریزرو رکھی جائیں گی۔ یہ ایک بہت بڑا قدم تھا اور ایسے ہندوستانی ملک میں یہ قدم اٹھانا جہاں ایک لمبے عرصے سے اونچی ذات کا قبضہ رہا ہو۔ جہاں ان کا مذہب انہیں کہتا ہو کہ اونچی ذات کے حقوق زیادہ ہیں اور نچلی ذات کے کوئی بھی حقوق نہیں' ایک بہت غیر معمولی عظمت کا مظاہرہ تھا جو بہت کم دنیا کے لیڈروں کو نصیب ہوتی ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ جب اس کے خلاف ایک شور برپا ہوا تو سینہ تان کے اس کا مقابلہ کیا اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ اس کے نتیجے میں اقتدار ہاتھ سے

"دو باتیں وی. پی. سنگھ صاحب نے ایسی کیں جن کی وجہ سے میرے دل میں ان کی بہت ہی عزت قائم ہوئی اور محبت قائم ہوئی اور میں دعا کرتا رہا کہ اللہ کرے کہ دنیا کے راہنما بھی اس طرح حق پرست بن جائیں" ....

جاتا ہے کہ ظالمین۔ ابھی یہ شور و غوغا کم نہیں ہوا تھا کہ ان کے خلاف سازشیں کرنے والوں نے بابری مسجد کے تنازعہ کو زیادہ اچھالنا شروع کیا اور لاکھوں کروڑوں ہندو اس بات کے لئے تیار ہو گئے کہ وہ بابری مسجد کی طرف کوچ کریں گے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور وہاں وہ پرانا تاریخی لحاظ سے موجود یا غیر موجود جو بھی شکل تھی رام کے مندر کو دوبارہ تعمیر کریں گے۔ اتنے بڑے چیلنج کا مقابلہ کرنا اور ہندو فوج کی اکثریت کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ اگر تمہارے ہم مذہب بھی جتھہ در جتھہ یہاں حملہ کرنے کی کوشش کریں تو ان کو گولیوں سے بھون دو لیکن مسجد کے تقدس کی اور ہندوستان کے قانون کے تقدس کی حفاظت کرو۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلاشبہ بہت سے ہندو ان کوششوں میں مارے گئے اور ہندو فوجیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ ہندو پولیس کے ہاتھوں زدوکوب کیے گئے اور اس کے علاوہ بہت سے زخمی ہوئے، بہت سے قید ہوئے۔ ان کے راہنما کو جو بہت بڑی طاقت کا مالک ہے اور جس کے اشتراک اور اتحاد کی وجہ سے ان کی حکومت قائم تھی ان کو قید کر دیا گیا۔ غرضیکہ یہ جانتے ہوئے کہ جس شاخ پر میں بیٹھا ہوا ہوں اسی شاخ کو کاٹ رہا ہوں۔ بے وقوفی کی وجہ سے نہیں بلکہ بہادری اور اصول پرستی کی خاطر اس عظیم راہنما نے گرنا منظور کر لیا، خواہ گر کر اس کی سیاسی زندگی کو بھی ہمیشہ کے لئے خطرہ درپیش تھا لیکن کوئی پرواہ نہیں کی۔

پس ایسے راہنما جو انصاف کے نام پر کہیں بھی قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ان کی عظمت کو تسلیم کیا جائے اور ان کی مدد کی جائے کیونکہ **تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى** میں کسی مذہب کے نام پر تعاون کا حکم نہیں بلکہ انصاف اور خدا خوفی کے نام پر تعاون کا حکم ہے۔ اچھی باتوں اور خدا خوفی کے نام پر تعاون کا حکم ہے بہرحال یہ اب آنے والی تاریخ بتائے گی کہ ہندوستانی قوم نے کس حد تک ان واقعات سے نصیحت پکڑی ہے اور کس حد تک وہ اپنے سگوں کو اپنے سوتیلوں سے پہچاننے کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے مگر عالم اسلام کو ان کا ممنون ہونا چاہئے تھا۔ عالم اسلام کو ایسی صورت میں ہندوستان کی حکومت کو بے وجہ تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے اچھے کو تقویت دینی چاہئے تھی ان کے لئے لازم تھا کہ یہ اعلان کرتے کہ جو ہندو انتہا پسند کر رہے ہیں سخت ظلم کر رہے ہیں اور ہم برداشت نہیں کریں گے لیکن ہندوستان کے وہ راہنما جو اس ظلم کے خلاف نبرد آزما ہیں اور کمزوری محسوس کرتے ہوئے بھی وہ سینہ تان کر اس کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں ہم ان کو ہر طرح سے تقویت دینے پر تیار ہیں۔ ہر طرح سے ان کی مدد کرنے پر تیار ہیں۔ یہ انصاف کی آواز تھی جو اسلام کی آواز ہے اور جہاں تک دھمکیوں کا تعلق ہے 'یہ گیدڑ بھبکیوں سے تو کبھی کوئی ڈرا نہیں۔ باقاعدہ تمام مسلمان ممالک کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے تھا اور ہندوستانی حکومت کو کوئی ٹھوس پیغام دینے چاہئے تھے۔ یہ بتانا چاہئے تھا کہ ہمارے مفادات اتنے گہرے اور اتنے قیمتی مفادات' اسلامی ممالک سے وابستہ ہیں کہ اگر تم نے بالآخر یہ حرکت ہونے دی تو تمہارے مفادات کو شدید نقصان پہنچے گا کیونکہ یہ بات انصاف کے خلاف نہیں ہے کہ کسی قوم سے اقتصادی بائیکاٹ اس لئے کیا جائے کہ اس نے جارحیت کا طریق اختیار کیا ہے۔ پس سزا دینے کے مختلف طریق ہوتے ہیں اور یہ سزا تو دراصل ایک ظلم کو روکنے کے لئے ذریعہ بنتی تھی۔ صرف ایک کویت کی چھوٹی سی سرزمین سے جس پر ایک اسلامی ریاست قائم تھی 'پانچ لاکھ ہندوستانی اپنے اقتصادی مفادات کو قربان کر کے واپس اپنے وطن جانے پر مجبور ہو گئے۔ اب اگر کویت میں پانچ لاکھ جمع تھے تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سارے عالم اسلام میں کتنے ہندو مفادات اور کتنے ہندوستانی مفادات ہوں گے اور ہندوستان کی موجودہ اقتصادی حالت کسی قیمت پر یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اتنے بڑے اقتصادی خطرے کو مول لے۔ پھر حکومت جس کی بھی ہو، کسی نام سے آئے وہ اسلامی قدروں کا جائز احترام کرنے پر مجبور کر دی جا سکتی ہے۔

پس یہ جو معقول اور جائز طریق ہیں ان کو چھوڑ کر چند مندر جلا کر اور بھی زیادہ اسلام کو ذلیل و رسوا کرنا اور یہ ثابت کرنا کہ اس میں کوئی بھی فرق نہیں پڑتا کہ کسی کی عبادت گاہ کو منہدم کرو، جلاؤ، رسوا اور ذلیل کرو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر فرق نہیں پڑتا تو پھر ایک مسجد سے کیا فرق پڑ جائے گا تو بہرحال یہ جو خطرات ہیں یہ بھی ایسے معاملات ہیں جن میں سوائے اسلامی فکر اور تقویٰ کے نور کے صحیح فیصلے نہیں ہو سکتے اور عالم اسلام کو چاہئے کہ وہ جاہلانہ جذباتی ردعمل دکھانے کی بجائے متقیانہ ردعمل دکھائے جس میں طاقت ہو گی جو مفید ہو گا۔ جو اسلام کی بدنامی کی بجائے اسلام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کا موجب بنے گا اور اس کے نتیجے میں کوئی فائدہ بھی حاصل ہو گا۔

چندہ تحریک جدید کا مالی سال اختتام پذیر ہو رہا ہے

احباب جماعت توجہ فرمائیں

اسلام کے عالمگیر غلبہ کو قریب سے قریب تر کرنے کیلئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1934ء میں باذن الٰہی تحریک جدید کا اجراء فرمایا تھا۔ اس بابرکت چندے سے دنیا کے کونے کونے میں اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے اور سعید روحیں آغوش اسلام میں آ رہی ہیں۔ اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے والوں کا نام تاریخ اسلام میں ادب واحترام سے لیا جائے گا۔

چندہ تحریک جدید کا مالی سال 31 اکتوبر 2002 کو ختم ہو رہا ہے۔ جن مخلصین جماعت نے اس عظیم الشان بابرکت چندے میں اپنا وعدہ لکھوایا ہے ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنا مکمل چندہ تحریک جدید فوری ادا کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

ہر احمدی پر واجب ہے کہ تبلیغ اسلام کی اس عظیم الشان مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اگر کسی دوست نے ابھی تک اس میں حصہ نہ لیا ہو تو ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنا چندہ تحریک جدید فوری ادا کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

تمام امراء، صدر صاحبان و سیکرٹریان تحریک جدید جماعت احمدیہ بھارت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ احباب جماعت کو اپنا مکمل چندہ تحریک جدید ادا کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان)

ایکسرے ٹیکنیشین کی ضرورت ہے

احمدیہ شفاخانہ قادیان میں ایک X-Ray Technitioan کی ضرورت ہے جو احمدی سلسلہ کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں اور ساتھ ہی X-Ray Technitioan کا مکمل Course کیا ہو وہ ایک ماہ کے اندر اپنی درخواست امیر جماعت کی سفارش کے ساتھ خاکسار کو ارسال کریں۔ اپنے تجربات، Certificates وغیرہ کی فوٹو کاپی بھی ساتھ ارسال کریں۔

(ڈاکٹر طارق احمد احمدیہ شفاخانہ قادیان)

بقیہ صفحہ: (16)

اسماعیل قریشی پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ملکی قانون میں توہین رسالت کے جرم کے لئے Capital Punishment نافذ کروادی تو کیا توہین رسالت کے قانون کی طرح قتل مرتد کی سزا نافذ نہیں ہو سکتی۔ غالباً مجلس عمل ختم نبوت بھی عالمی فضا اور رجحان کے زیر اثر قتل مرتد کی سزا کے نفاذ کا مطالبہ کرنے کی جرأت نہیں کر رہی۔ پاکستان میں قانون ناموس رسالت کی جو مخالفت ہو رہی ہے وہ بظاہر عیسائی کر رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں اس کے پس پردہ قادیانی لابی سرگرم عمل ہے۔ عالمی سطح پر بھی قادیانی متحرک ہیں قادیانی عیسائیت کے آلہ کار بن چکے ہیں اور عیسائیت یہود کی آلہ کار ہے گویا توہین رسالت کے قانون کی مخالفت اصل میں یہودی سازش ہے۔ یہود نے عالم اسلام کو مفتوح کر لیا ہے اور برطانیہ فرانس اور امریکہ کی سرپرستی کی وجہ سے یہود کا ڈنکا بج رہا ہے۔ قادیانیوں کو یوں تشویش لاحق ہے کہ اگر پاکستان میں اسلام کے نفاذ کی جانب مزید پیش رفت ہوتی تو قتل مرتد کا قانون بھی نافذ ہو جائے گا جو قادیانیوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت مسیح نے کشمیر میں وفات پائی ہے اور کشمیر میں ان کی قبر بھی موجود ہے گویا قادیانی حضرت مسیح کے نہ تو رفع سماوی کے قائل ہیں اور نہ ان کی دوبارہ آمد کے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس بات کا مدعی تھا کہ خود مثیل مسیح ہوں مرزا قادیانی نے کہا کہ مسیح دوبارہ نہیں آئیں گے بلکہ ان کی سی صفات رکھنے والا شخص آئے گا اور وہ میں ہی ہوں۔ اس حوالے سے دیکھئے کہ عقائد کے ضمن میں قادیانیوں کا کس قدر بعد ہے عیسائیوں سے۔ جبکہ مسلمانوں کا عیسائیوں سے بہت زیادہ قرب ہے۔ اگر اس کے باوجود قادیانیوں کے آلہ کار بنیں تو یہ بہت افسوسناک بات ہے۔ ☆☆

(روزنامہ دن پاکستان 18 جولائی 1998)

حضرت یسوع مسیح کے شاگرد مقدس توما (Saint Thomas) کا کیرلہ میں ورود

ایک تحقیقی مقالہ

مکرم اے.ایم محمد سلیم صاحب کالیکٹ کیرلہ

کیرلہ سے پچھلے 70 سال سے ملیالم زبان میں شائع ہونے والے ماہنامہ رسالہ ''ستیہ دوتن'' کے ایڈیٹر مکرم اے ایم محمد سلیم صاحب نے اپنے رسالہ میں مذکورہ عنوان پر قسط وار جو تحقیقی مقالہ شائع کیا تھا اس کا اردو ترجمہ قارئین کے ازدیاد علم کے لئے ذیل میں درج ہے۔ترجمہ مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ نے کیا ہے۔(ادارہ)

اسرائیلی قبائل جو مہاجر کی حیثیت سے دنیا کے مختلف علاقوں میں سرگرداں تھے حضرت یسوع مسیح علیہ السلام اپنے صلیبی واقعہ کے بعد ان کی تلاش میں مشرقی ممالک کے سفر پر روانہ ہوئے۔اس لمبے سفر کے دوران آپ کے ہمراہ آپ کی والدہ محترمہ اور شاگرد رشید مقدس توما (Saint Thomas) بھی تھے۔

موجودہ ترکستان کے آندھراپولس بادشاہ کے دربار میں اور ہندوستان کے TEXLA مقام میں یسوع مسیح کے ساتھ آپ کے یہ شاگرد بھی موجود تھے۔اس کے بعد آپ کراچی بندرگاہ سے بحیرہ عرب کے کنارے کنارے گجرات، کونکن، مالابار سے ہوتے ہوئے کوڈنگلور (Kodungallur) وارد ہوئے۔وہاں عیسائی مذہب کی بنیاد رکھ کر تبلیغ شروع کی۔جنوبی ہند میں عیسائیت کے اولین مبلغ مقدس توما کے بارے میں اور آپ کے ذریعہ قائم شدہ عیسائی مشن کے بارے میں یہ ایک تحقیقی مقالہ ہے۔

سیاسی و دنیاوی لیڈروں اور مذہبی رہنماؤں کی زندگی اور تاریخ میں ہمیشہ یہ مناسبت رہی ہے کہ وہ اپنے اپنے زمانہ کے مذہبی و روحانی شخصیتوں کو ہمیشہ نظر انداز کیا کرتے ہیں۔یہ لوگ اپنی شان وشوکت اور اپنے وقار اور وجاہت کو قائم کرنے کے لئے عوام کو ان مذہبی رہنماؤں کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں ہمیشہ روکاوٹیں ڈالا کرتے تھے۔لیکن مرور زمانہ کے بعد لوگ ان مذہبی رہنماؤں کو عزت و احترام کے ساتھ یاد کرنے لگتے ہیں۔اس سلسلہ میں قرآن مجید فرماتا ہے:

واذکرو اذ انتم قلیلا مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فآواکم وایدکم بنصره ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون

یعنی اور یاد کرو جب تم بہت تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں پناہ دی۔اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید کی اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا تاکہ تم شکرگزار بنو (الانفال 27)

اکثر مذہبی رہنماؤں کی تعلیمات ان کے لانے کے کئی سال بعد ہی لوگوں میں اشاعت پذیر ہوتی ہیں۔اس وقت تک وہ روحانی رہنما اپنی اصلیت کھو کر انسان کی حدود سے آگے نکل کر الوہیت کے حدود تک پہنچ چکے ہوتے ہیں یعنی لوگ انہیں خدائی کا درجہ دینے لگ جاتے ہیں۔یہی حال شری کرشن جی کا ہوا اور ایسا ہی یسوع مسیح کے ساتھ ہوا تھا۔اور بعض لوگ ان کے وجودوں کے ہی منکر نظر آتے ہیں۔

مقدس توما کی شخصیت کے بارے میں اور آپ کا حضرت یسوع مسیح کے ہمراہ مشرقی ممالک میں سفر کے متعلق خاص کر ان کے کیرلہ میں ورود کے بارے میں یہی بات پیش آئی تھی۔یعنی ایک طرف ان کے بارے میں صحیح تاریخی واقعات مفقود ہیں تو دوسری طرف ان کے بارے میں بہت ساری مبالغہ آمیز باتیں پھیلائی گئی تھیں۔اس لئے صحیح نہج پر تاریخی حقائق کی کھوج لگانی پڑیگی۔یہ گھاس کی جھرمٹ میں سوئی تلاش کرنے کے مترادف بات ہے۔

مقدس توما حضرت مسیح کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔علاوہ ازیں انہیں یسوع مسیح کے جڑواں (توام) بھائی اور بعض روایتوں میں رضائی بھائی بھی گردانا جاتا ہے۔یہ دونوں شخصیتیں آپس میں اتنی جڑی ہوئی ہیں کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔یسوع مسیح کے بارے میں تحقیقات مقدس توما کی طرف اور مقدس توما کے بارے میں تحقیقات حضرت یسوع مسیح کی طرف روشنی ڈالتی ہیں۔

اس زمانہ میں نہایت واضح رنگ میں تحقیقات فرما کر حقائق کے چہرے سے پردہ ہٹانے والی عظیم شخصیت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہیں۔

عام طور پر عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت یسوع مسیح نے صلیب پر جان دے دی اور اس کے بعد جی اٹھے اور آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور ہنوز وہیں بود و باش رکھتے ہیں۔لیکن 1899ء میں جبکہ انیسویں صدی ختم ہونے کو ایک سال باقی تھا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی محققانہ تصنیف ''مسیح ہندوستان میں'' میں اس عیسائی عقیدہ پر کاری ضرب لگا کر یہ ثابت فرمایا کہ یسوع مسیح صلیبی واقعہ سے نجات حاصل کر کے مشرقی ممالک کا سفر اختیار کرتے ہوئے بالآخر کشمیر تشریف لے گئے اور وہاں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی قبر سرینگر محلہ خانیار میں ہے۔آپ کے اس تاریخی انکشاف نے عیسائی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا اور یہ تاریخی انکشاف نئی نئی تحقیقات کی طرف روشنی ڈالتا رہا۔

مقدس توما بائبل میں

حضرت توما حضرت یسوع مسیح کے بارہ حواریوں میں سے ایک تھے ان بارہ حواریوں کے اسماء جن میں آپ کا نام بھی تھا بائبل کے نئے عہد نامہ (انجیل) میں متی 3:10۔مرقس 3:19۔اور لوقا 6:15 میں مذکور ہیں۔توما کے معنی توام کے ہیں۔چنانچہ یوحنا میں مذکور ہے:-

''پس توما نے جسے توام کہتے تھے اپنے ساتھ کے شاگردوں سے کہا کہ آؤ ہم بھی چلیں تا کہ اس کے ساتھ مریں۔(16:11) توما کو عام طور پر یسوع مسیح کا جڑواں بھائی کہا جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک مقدس توما حضرت مسیح ناصری کے رضائی بھائی تھے۔دونوں کی شکل و شباہت کی یگانگت اور دونوں کے ہمیشہ ساتھ ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ کا نام تھامس یعنی توام قرار دیا گیا تھا۔

مقدس توما کے بارے میں انجیل کی کتاب یوحنا میں تین مقامات میں ذکر کیا گیا ہے پہلی بات یسوع مسیح کے بیت عنیا مقام کی طرف سفر کرنے کے بارے میں تھی۔اس سفر میں تیار رہنے کے لئے توما کی آمادگی کا یہاں ذکر ہے۔(11:16)

دوسری بار آخری طعام شب Last Supper کے بعد ایک لمبے سفر کے بارے میں یسوع مسیح کے اپنے حواریوں سے ذکر کرنے کے موقع کی ہے۔اس موقع پر پطرس نے یسوع مسیح سے کہا کہ اے خداوند تُو کہاں جاتا ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ جہاں میں جاتا ہوں اب تو تُو میرے پیچھے نہیں آسکتا ......اس وقت توما نے اس سے کہا کہ اے خداوند ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے پھر راہ کس طرح جانیں؟ یسوع نے اس سے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں (یوحنا باب 13:14)

یہاں یسوع نے اپنے پیچھے آنے سے پطرس کو تو منع کیا لیکن اس لمبے سفر پر جانے سے توما کو منع نہیں کیا تھا بلکہ اشارتاً آنے کی ترغیب دی تھی۔

توما کے بارے میں تیسری دفعہ کتاب یوحنا میں یوں مذکور ہے۔صلیبی واقعہ کے بعد حضرت مسیح نے جب پہلی دفعہ اپنے حواریوں کے روبرو حاضر ہو کر ملاقات کی تو اس وقت توما ان میں موجود نہیں تھے اس سلسلہ میں کتاب یوحنا کہتی ہے:-

''مگر ان بارہ میں سے ایک شخص یعنی توما جسے توام کہتے ہیں یسوع کے آنے کے وقت ان کے ساتھ نہ تھا پس باقی شاگردان سے کہنے لگے کہ ہم نے خداوند کو دیکھا ہے مگر اس نے ان سے کہا جب تک میں اس کے ہاتھوں میں میخوں کے سوراخ نہ دیکھ لوں اور میخوں کے سوراخوں میں اپنی انگلی نہ ڈال لوں اور اپنا ہاتھ اس کی پسلی میں نہ ڈال لوں ہرگز یقین نہ کروں گا۔آٹھ روز کے بعد جب اس کے شاگرد پھر اندر تھے اور توما ان کے ساتھ تھا اور دروازے بند تھے یسوع نے آکر اور پھر بیچ میں کھڑا ہو کر کہا کہ تمہاری سلامتی ہو۔پھر اس نے توما سے کہا اپنی انگلی پاس لاکر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لا کر میری پسلی میں ڈال اور بے اعتقاد نہ ہو بلکہ اعتقاد رکھ توما نے جواب میں اس سے کہا اے میرے خداوند اے میرے خدا۔یسوع نے اس سے کہا کہ تُو تو مجھ کو دیکھ کر ایمان لایا ہے۔مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے (یوحنا 29-20:24)

یہاں توما کے استفسار پر حضرت مسیح کی اس وضاحت سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صلیبی واقعہ کے بعد حضرت یسوع مسیح جسمانی طور پر ہی اپنے شاگردوں کے روبرو تشریف فرما ہوئے تھے۔صرف روحانی ہیولہ کے ساتھ نہیں تھے۔

صلیبی واقعہ کے بعد یسوع مسیح نے گمشدہ اسرائیلی قبائل کی تلاش میں مشرقی ممالک کا سفر اختیار فرمایا فلسطین کے شمال میں بحیرہ طبریہ کے کنارے سے (اس کو بحر الجلیل بھی کہتے ہیں) یسوع نے اپنا سفر شروع کیا۔یسوع کی توما سے اگلی ملاقات اسی بحیرہ طبریہ کے پاس ہوئی تھی اس کے بعد دونوں بیت عنیا کی طرف روانہ ہوئے۔

مقدس توما اور یسوع مسیح کے باہمی تعلقات

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ یسوع مسیح کو توما کے ساتھ معمول سے بڑھ کر ایک روحانی تعلق اور رشتہ تھا۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر کبیر میں بتایا کہ حضرت توما مسیح ناصریؑ کے رضائی بھائی تھے۔واقعہ صلیب سے قبل جب فلسطین میں بہت تشویشناک اور ہولناک حالات پیدا ہوئے تو آپ نے نہایت گھبراہٹ کی حالت میں اپنی والدہ محترمہ کی حفاظت کی ذمہ داری حضرت تھوما کے سپرد کر کے فرمایا تھا کہ یہ آپ کا بیٹا ہے اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

''جب انہیں کو ہوش آیا تو کراہنا شروع کیا۔مگر معلوم ہوتا ہے آپ کے حواس قائم تھے کیونکہ انجیل بتاتی ہے کہ اوپر سے آپ کی والدہ آگئیں آپ نے اپنی والدہ کو دیکھا اور آپ پر ایک عجیب قسم کی کیفیت طاری ہوگئی۔آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ نہ معلوم میری والدہ کو اس وقت کتنی تکلیف ہو رہی ہوگی۔سامنے ہی آپ کا ایک شاگرد تھوما نامی کھڑا تھا آپ نے تھوما کی طرف دیکھا اور کہا اے تھوما یہ تیری ماں ہے اور اپنی والدہ سے کہا اے عورت یہ تیرا بیٹا ہے بعض لوگ تھوماس سے یہ غلطی کھاتے ہیں کہ تھوماس کے معنی ہوتے ہیں توام بھائی جس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کا باپ تھا۔لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے تھوماس کے معنی عبرانی میں دودھ شریک بھائی کے ہوتے ہیں۔پس اس نام سے صرف اتنا نکلتا ہے کہ حضرت مسیح کو جس عورت کا دودھ

پلایا گیا تھا اسی عورت نے تھوما کو بھی دودھ پلایا تھا۔ یہ کہ حضرت مریم کا دودھ اس نے پیا تھا اور اس طرح وہ حضرت مسیح کا دودھ شریک بھائی ہو گیا تھا بہر حال حضرت مسیح نے اس چھوٹے سے فقرے میں نہایت لطیف طریق پر ایک طرف تھوما کو توجہ دلائی کہ میں تو اس وقت صلیب پر لٹکا ہوا ہوں اور گو مجھے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہے مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے اس کے وعدوں کے سمجھنے میں کوئی غلطی کی ہو اس لئے اب میں اپنی والدہ کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور اپنی والدہ سے کہا کہ تھوما کو اپنا بیٹا سمجھنا" (تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 111)

اسرائیلی قبائل کی پراگندگی

ایک عیسائی مؤرخ Helger Kerasten نے اپنی تصنیف Jesus Lived in India میں بھی دونوں کے باہمی تعلقات کی وضاحت فرمائی ہے۔

حضرت داؤد اور آپ کے فرزند سلیمان علیہما السلام بنو اسرائیل کے مشہور و طاقتور بادشاہ تھے اور ساتھ ہی مامور من اللہ بھی تھے۔ ان کے عہد حکومت کے بعد یہودیوں کے درمیان اختلاف و انشقاق پیدا ہوا۔ بارہ قبائل پر مشتمل ان کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ بن یامین اور یودا نامی قبائل یہودیہ مقام میں، اور باقی دس قبائل اسرائیل میں بود و باش اختیار کرنے لگے اور یہ دونوں باہم دست و گریبان ہوتے رہے۔ ان کی اس چپقلس اور خانہ جنگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسیرین بادشاہ سارگن (قبل مسیح 721) یہودیہ کی مدد سے ملک اسرائیل پر حملہ کر کے اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور وہاں دسوں قبائل کو اپنا غلام بنا لیا اس کے بعد ایک ظالم بادشاہ بخت نصر نے (قبل مسیح 599-583) نے اسیرین کو شکست دے کر اور باقی دو قبائل کے ملک یہودیہ پر بھی قبضہ کر لیا اور یروشلم پر تباہی مچا دی اور انہیں بھی غلام بنا لیا۔ اس طرح تمام یہودیوں کو اسرائیل علاقہ سے ملک بدر کر دیا یہ قدیم زمانہ کا طریقہ کار رہا ہے کہ کوئی بادشاہ جن لوگوں کو شکست دے کر اپنا غلام بناتا ہے انہیں اسی ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا تاکہ وہ لوگ پھر قوت پا کر حکومت پر پھر دوبارہ قبضہ نہ کر لیں۔ اس طرح تمام اسرائیلی قبائل کو دنیا کے مختلف علاقوں میں منتشر کیا گیا۔ اس بارہ میں بائبل کہتی ہے:-

"یہاں تک کہ خداوند نے اسرائیل کو اپنی نظر سے دور کر دیا جیسا کہ اس نے اپنے سب بندوں کی معرفت جو نبی تھے فرمایا۔ سو اسرائیل اپنے ملک سے اسور کو پہنچایا گیا جہاں وہ آج تک ہے۔

(2 سلاطین 17:23)

اور فرمایا:-

"ان سب قوموں سے جن سے وہ ناواقف ہیں پراگندہ کر دوں گا۔ یوں ان کے بعد ملک ویران ہوا کہ کہاں تک کہ کسی نے اس میں آمد و رفت نہ کی۔ کیونکہ انہوں نے اس دلکش ملک کو ویران کر دیا" (زکریا 7:14)

دنیا کے چاروں طرف پراگندہ کئے گئے اسرائیلی قبائل یروشلم میں واپس آنے کی خواہش دل میں لئے ہوئے زندگی گزارنے لگے ایک عرصہ دراز کے بعد ذوالقرنین بادشاہ نے جو منصف اور عادل تھے دو قبائل کے 5 ہزار یہودیوں کو غلامی کے چنگل سے نجات دے کر یسعیاہ نبی کی قیادت میں یروشلم جانے کی اجازت دی۔ اس طرح ملک بدر کئے گئے ان قبائل میں سے صرف دو قبیلوں کو ہی یروشلم آنے کا موقعہ ملا تھا۔ یہ واقعہ یسوع مسیح سے چار سو سال قبل ظہور پذیر ہوا تھا۔ یسوع مسیح جب یروشلم میں پیدا ہوئے تو ان ہی دونوں قبائل کی نسل در نسل آباد تھی۔ باقی دس قبائل انتشار کی کیفیت میں ہی رہے۔ انہیں یروشلم واپس آنے کی توفیق نہیں ملی۔ ان ہی گمشدہ قبائل کو Ten Lost Tribes کہا جاتا ہے۔ ان ہی گمشدہ قبائل کی تلاش اور کھوج میں ہی حضرت یسوع مسیح اور آپ کے حواریوں نے مشرقی علاقہ کا سفر اختیار کیا تھا چنانچہ بائبل میں بھی یسوع مسیح کے مشن کے متعلق لکھا ہے کہ یسوع مسیح نے کہا کہ:-

"میں اسرائیل کے گھرانوں کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"

(متی 15:24)

نیز فرمایا:-

نہ صرف اس قوم کے واسطے بلکہ اس واسطے بھی کہ خدا کے پراگندہ فرزندوں کو جمع کر کے ایک کر دے

(یوحنا 11:52)

بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ صلیبی واقعہ کے بعد یسوع مسیح نے جب گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں اپنا سفر اختیار فرمایا تو آپ کے ہمراہ آپ کی والدہ اور چند حواری تھے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرماتے ہیں:-

"ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت فلما توفیتنی پیش کرتے ہیں تو اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تھے تو پھر ان کو فلما توفیتنی کی بجائے یہ کہنا چاہئے تھا کہ جب تو نے مجھے کشمیر پہنچا دیا۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض ایک مغلطہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور موقعہ پا کر وہاں سے کشمیر کو چلے آئے لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کا حال تو پوچھا نہیں وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچھتا ہے۔ مخالف تو بدستور کافر کذاب تھے۔

دوسرے یہاں مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بھی فرمایا ہے مادمت فیھم میں جب تک ان میں تھا یہ نہیں کہا کہ مادمت فی ارضیھم (میں جب تک ان کی زمین میں رہا) مادمت فیھم کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بھی جائیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کا ایک مامور و مرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جائے اور پھر وہ خدا تعالیٰ کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو و حواری اسے بالکل تنہا چھوڑ دیں اور اس کا پیچھا نہ کریں نہیں بلکہ وہ ان کے پاس یہاں آئے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آگئے ہوں چنانچہ تھوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے۔ اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے۔ اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے حالانکہ مکہ میں آپ کے وفادار اور جاں نثار خدام موجود تھے۔ لیکن جب آپ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے لیا مگر اس کے بعد جب آپ مدینہ پہنچ گئے تو دوسرے اصحاب بھی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہنچے...... اسی طرح پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف تھوما کو ساتھ لے لیا اور چلے آئے۔ جب حواری ان کے ساتھ تھے تو پھر کوئی اعتراض نہیں رہتا

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 41)

بحیرہ طبریہ کے کنارے سے یسوع مسیح کے سفر کے بارے میں انجیل کوئی واضح بات نہیں بتاتی ہے۔ صرف ان کا یہ ادعا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح جنت کی طرف اٹھائے گئے تھے حقیقت میں وہ جنت زمین ہی کے جنت نما کشمیر ہو سکتا ہے۔ انجیل کہتی ہے:

"پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی۔ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا" (لوقا 51-24:50)

دوسری جگہ لکھا ہے:-

وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپا لیا (رسولوں کے اعمال 1:9)

مشہور مؤرخ Holger Kersten اپنی کتاب Jesus Lived in India میں اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:-

اس الوداعی منظر کی حقیقت جاننے کے لئے اس منظر کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے۔ یروشلم شہر کے باہر سے بیت عنیاہ کی طرف کا راستہ زیتون پہاڑ (Olive Mountain) سے ہوتے ہوئے نکلتا ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے والا شخص ایسا دکھائی دیتا ہے کہ گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا ہے۔ یعنی جب وہ شخص اس چوٹی سے دوسری طرف اترتا ہے تو نیچے کھڑے ہونے والوں کو نظر نہیں آتا۔

خود خاکسار مترجم مقالہ ہذا کو اس بات کا تجربہ ہے کہ جب خاکسار یروشلم میں گیا تو زیتون پہاڑ کے اوپر جانے کی توفیق ملی اس وقت اس چوٹی پر ایک کلیسا بنا ہوا ہے۔ وہاں تک جانے کے لئے ایک کشادہ سڑک بنی ہوئی ہے اس پہاڑ کے اوپر کھڑے ہو کر نیچے دیکھتے وقت یروشلم کا نظارہ خاص کر بیت المقدس کا منظر بہت خوش نما نظر آتا ہے ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص نیچے سے اوپر دیکھے گا تو یہی معلوم دیتا ہے کہ چوٹی پر کھڑے ہونے والا آسمان سے باتیں کر رہا ہے وہاں سے دوسری طرف اتر جائے تو نیچے سے دیکھنے والا یہی خیال کرتا ہے کہ گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا ہے۔

اس الوداعی منظر کے کچھ عرصہ کے بعد دمشق میں پولوس رسول اور پانچ سو افراد کے سامنے یسوع مسیح کے ظہور پذیر ہونے کے متعلق انجیل یوں کہتی ہے:-

"جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ یکایک نور اس کے گرداگرد چمکا...... اس نے پوچھا اے خداوند تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔

(رسولوں کے اعمال 5-9:3)

اسی طرح پولوس رسول (St. Paul) کے کرنتھیوں کے نام کے پہلے خط میں مرقوم ہے:-

تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا۔ اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا پھر پانچ سو سے زائد بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا پھر رسولوں کو۔ اور سب سے پیچھے مجھ کو"۔

(1 کرنتھیوں 7-4:15)

یہی واقعہ رسولوں کے اعمال (22:6) اور (26:12-18) میں بھی درج ہے۔ درحقیقت انہوں نے یسوع مسیح کی روح کو نہیں بلکہ انہیں جسمانی حالت میں دیکھا تھا یہ واقعہ آپ کے دوران سفر کا تھا۔ حضرت یسوع مسیح کے صلیب سے نجات حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کے سفر اختیار کرنے کے بارے میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی دنیا کو روشناس کروایا تھا۔ آپ اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" میں فرماتے ہیں:-

کتاب روضۃ الصفا جو ایک مشہور تاریخی کتاب ہے اس کے صفحہ 130 تا 135 میں بزبان فارسی وہ عبارت لکھی ہے جس کا خلاصہ ترجمہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے

"حضرت مسیح علیہ السلام کا نام مسیح اس واسطے رکھا گیا کہ وہ سیاحت بہت کرتے تھے ایک پشمی طاقیہ ان کے سر پر ہوتا تھا اور ایک پشمی کرتہ پہنے رہتے تھے اور ایک عصا ہاتھ میں ہوتا تھا اور ہمیشہ ملک بہ ملک اور شہر بہ شہر پھرتے تھے اور جہاں رات پڑ جاتی وہیں رہ جاتے تھے جنگل کی سبزی کھاتے تھے اور جنگل کا پانی پیتے تھے اور پیادہ سیر کرتے تھے۔ ایک دفعہ سیاحت کے زمانہ میں ان کے رفیقوں نے ان کے لئے ایک گھوڑا خریدا اور ایک دن سواری کی مگر گھوڑے کے آب و دانہ اور چارے کا بندوبست نہ ہو سکا اس لئے اس کو واپس کر دیا وہ اپنے ملک سے سفر کرکے نصیبین پہنچے جو ان کے وطن سے کئی سو کوس فاصلہ پر تھا اور آپ کے ساتھ چند حواری بھی تھے۔ آپ نے حواریوں کو تبلیغ کے لئے شہر میں بھیجا مگر اس شہر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کی نسبت غلط اور خلاف واقعہ خبریں پہنچی ہوئی تھیں اس لئے اس شہر کے حاکم نے حواریوں کو گرفتار کر لیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا آپ نے اعجازی برکت سے بعض بیماروں کو اچھا کیا اور بھی کئی معجزات دکھلائے اس لئے نصیبین کے ملک کا بادشاہ مع تمام لشکر اور باشندوں کے آپ پر ایمان لے آیا اور نزول مائدہ کا قصہ جو قرآن میں ہے وہ واقعہ بھی ایام سیاحت کا تھا"

یہ خلاصہ بیان تاریخ روضۃ الصفا ہے۔ اور اس جگہ مصنف کتاب نے بہت سے بے ہودہ اور لغو اور دوراز عقل معجزات بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف

منسوب کئے ہیں جن کو ہم افسوس کے ساتھ چھوڑتے ہیں ۔اور اپنی اس کتاب کو ان جھوٹ اور فضول اور مبالغہ آمیز باتوں سے پاک رکھ کر صرف اصل مطلب اس سے لیتے ہیں: جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سیر کرتے کرتے نصیبین تک پہنچ گئے تھے اور نصیبین موصل اور شام کے درمیان ایک شہر ہے جس کا انگریزی نقشوں میں نسبی بس کے نام سے لکھا ہے۔ جب ہم ملک شام سے فارس کی طرف سفر کریں تو ہماری راہ میں نصیبین آئیگا اور وہ بیت المقدس سے تقریبا ساڑھے چار سوکوس دور ہے ۔اور پھر نصیبین سے قریبا 48 میل موصل ہے جو بیت المقدس سے پانچ سو میل کے فاصلہ پر ہے اور موصل سے فارس کی حد سو میل رہ جاتی ہے اس حساب سے نصیبین فارس کی حد سے ڈیڑھ سو میل پر ہے اور فارس کی مشرقی حد افغانستان کے شہر ہرات تک ختم ہو جاتی ہے ۔یعنی فارس کی طرف ہرات افغانستان کی مغربی حد پر واقع ہے اور فارس کی مغربی حد سے قریبا نو سو میل کے فاصلہ پر ہے اور ہرات سے درہ خیبر تک قریبا پانچ سو میل کا فاصلہ ہے۔(مسیح ہندوستان میں صفحہ 67-66)

نصیبین سے یسوع مسیح اور تھوما نے شمال مغرب کی طرف اپنا سفر جاری فرمایا کتاب اعمال تھوما Act of Thomas میں صلیبی واقعہ کے بعد یروشلم میں یسوع مسیح کے حواریوں کا جمع ہو کر تبلیغ کے لئے نکلنے سے لے کر تھوما کی وفات تک کا ذکر موجود ہے اس کتاب کے پہلے باب کے مطابق یعنی The first act of Judas Thomas the apostle حضرت یسوع مسیح مع تھوما کے سفر کرتے ہوئے ترکستان کے ایشیا مئیز میں واقع آندھرا پولس کی بندرگاہ Sandrock Mahosa میں اترے وہاں سے عراق ایران کے راستے سے یسوع مسیح پنجاب اور سندھ میں پہنچ گئے ۔

اسرائیلی قبائل کی پراگندگی نے انہیں دنیا کے مختلف اطراف میں پہنچا دیا ۔چنانچہ کیرلہ میں بھی بعض یہودی آ کر آباد ہوئے کیرلہ کے بارے میں بہت پرانے زمانہ سے ہی یہودی لوگ جانتے تھے ۔حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعض جہازوں کا کیرلہ میں آنے کا ذکر بعض تاریخوں سے ملتا ہے ۔چنانچہ بائبل کہتی ہے کہ ملاح آفیر کو گئے اور وہاں سے چار سو بیس قنطار سونا لے کر اسے سلیمان بادشاہ کے پاس لائے ۔(سلاطین 9:28)

بعض مورخوں نے کہا ہے کہ یہ آفیر ہندوستان کے جنوب میں کالیکٹ کے قریب Beypore بندرگاہ ہے۔ اسرائیلی بادشاہ سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں (قبل مسیح 800) کیرلہ اور مغربی دنیا کے ساتھ تجارتی رابطہ تھا۔

(R.C.Majumdar The History and culture of the Indian people Vol:II Page 61)

کیرلہ میں شائع شدہ کئی تاریخی کتابوں میں کیرلہ میں یہودیوں کے آباد ہونے کا ذکر ملتا ہے ۔یعنی جب بخت نصر نے اسرائیل پر حملہ کر کے یروشلم پر قبضہ کیا تو اسی زمانہ میں (قبل مسیح 606) یہودی ہجرت کر کے کیرلہ میں آباد ہوئے تھے ان ہی گمشدہ قبائل کی تلاش میں مقدس تھوما کیرلہ میں تشریف لائے اور کئی معابد تعمیر کیں پالاپور مقام میں واقع ایک پہاڑی کا نام یہودی پہاڑ Juda Kkunnu ہے۔

بدھ مذہب اور عیسائی مذہب

ہندوستان میں پیدا ہوئے بدھ مذہب اور عیسائی مذہب کے درمیان کئی باتوں میں مشابہت پائی جاتی ہے چنانچہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" میں فرماتے ہیں۔

"وہ خطاب جو بدھ کو دیئے گئے مسیح کے خطابوں سے مشابہ ہیں اور ایسا ہی وہ واقعات جو بدھ کو پیش آئے مسیح کی زندگی کے واقعات سے ملتے ہیں ۔مگر بدھ مذہب سے مراد ان مقامات کا مذہب ہے جو تبت کی حدود یعنی لیہہ اور لاسیہ اور گلگت اور ہمس وغیرہ میں پایا جاتا ہے جن کی نسبت ثابت ہوا ہے کہ حضرت مسیح ان مقامات میں گئے تھے ۔خطابوں کی مشابہت میں یہ ثبوت کافی ہے کہ مثلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تعلیموں میں اپنا نام نور رکھا ہے ایسا ہی گوتم کا نام بدھ رکھا گیا ہے جو سنسکرت میں نور کے معنوں پر آتا ہے اور انجیل میں حضرت عیسیٰ کا نام استاد بھی ہے ایسا ہی بدھ کا نام ساستا یعنی استاد ہے ایسا ہی حضرت مسیح کا نام انجیل میں مبارک رکھا گیا ہے اسی طرح بدھ کا نام بھی شکت ہے یعنی مبارک ہے ۔ایسا ہی حضرت مسیح کا نام شاہزادہ رکھا گیا ہے اور بدھ کا نام بھی شہزادہ ہے اور ایک نام مسیح کا انجیل میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے آنے کے مدعا کو پورا کرنے والا ہے ۔ایسا ہی بدھ کا نام بھی بدھ ہی کتابوں میں سدھارتھ رکھا گیا ہے یعنی اپنے آنے کا مدعا پورا کرنے والا ۔اور انجیل میں حضرت مسیح کا ایک نام یہ بھی ہے کہ وہ تھکوں ماندوں کو پناہ دینے والا ہے ایسا ہی بدھ ہی کی کتابوں میں بدھ کا نام ہے آسون سرن یعنی بے پناہوں کو پناہ دینے والا اور انجیل میں حضرت مسیح بادشاہ بھی کہلائے ہیں گو آسمان کی بادشاہت مراد لے لی ایسا ہی بدھ بھی بادشاہ کہلایا ہے ۔اور واقعات کی مشابہت کا ثبوت یہ ہے کہ مثلا جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام شیطان سے آزمائے گئے اور شیطان نے ان سے کہا کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو تمام دنیا کی دولتیں اور بادشاہتیں تیرے ۔لئے ہوں گی ۔یہی آزمائش بدھ کی بھی کی گئی اور شیطان نے اس کو کہا کہ اگر تو میرا یہ حکم مان لے کہ ان فقیری کاموں سے باز آجائے اور گھر کی طرف چلا جائے تو میں تجھ کو بادشاہت کی شان وشوکت عطا کروں گا ۔لیکن جیسا کہ مسیح نے شیطان کی اطاعت نہ کی ایسا ہی لکھا ہے کہ بدھ نے بھی نہ کی ۔(دیکھو کتاب ٹی ڈبلیو رائیس ڈیوڈس بدھ ازم اور کتاب مونیر ولیمس بدھ ازم) (مسیح ہندوستان میں 73-72)

تاریخ دانوں کے لئے یہ بات تعجب انگیز ہے کہ یسوع مسیح اور شری بدھ کے درمیان یہ مشابہتیں کیوں کر پیدا ہوئیں ۔اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات کا بھی بغور مطالعہ ضروری ہے آپ فرماتے ہیں:-

"اب سوچنے کا مقام ہے کہ اس قدر مشابہت بدھ میں اور حضرت مسیح میں کیوں پیدا ہوئی ۔؟ اس مقام میں آریہ تو کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح نے اس سفر کے وقت جبکہ ہندوستان کی طرف انہوں نے سفر کیا تھا بدھ مذہب کی باتوں کو سن کر اور بدھ کے ایسے واقعات پر اطلاع پاکر اور پھر واپس اپنے وطن میں جا کر اسی کے مواقف انجیل بنالی تھی اور بدھ کے اخلاق میں سے چرا کر اخلاقی تعلیم لکھی تھی اور جیسا کہ بدھ نے اپنے تئیں نور کہا علم کہا اور دوسرے خطاب اپنے نفس کے لئے مقرر کئے وہی تمام خطاب مسیح نے اپنی طرف منسوب کر دیئے تھے ۔یہاں تک کہ وہ تمام قصہ بدھ کا جس میں وہ شیطان سے آزمایا گیا اپنا قصہ قرار دے دیا لیکن یہ آریوں کی غلطی اور خیانت ہے یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے پہلے ہندوستان کی طرف آئے تھے اور نہ اس وقت کوئی ضرورت اس سفر کی پیش آئی تھی ۔بلکہ یہ ضرورت اس وقت پیش آئی تھی جبکہ بلاد شام کے یہودیوں نے حضرت مسیح کو قبول نہ کیا اور ان کو اپنے زعم میں صلیب دے دیا جس سے خدا تعالیٰ کی باریک حکمت عملی نے حضرت مسیح کو بچا لیا تب وہ اس ملک کے یہودیوں کے ساتھ حق تبلیغ اور ہمدردی ختم کر چکے اور بباعث اس بدی کے ان یہودیوں کے دل ایسے سخت ہو گئے کہ وہ اس لائق نہ رہے کہ سچائی کو قبول کریں اس وقت حضرت مسیح نے خدا تعالیٰ سے یہ اطلاع پا کر کہ یہودیوں کے دس گمشدہ فرقے ہندوستان کی طرف آگئے ہیں ان ملکوں کی طرف قصد کیا اور چونکہ ایک گروہ یہودیوں کا بدھ مذہب میں داخل ہو چکا تھا اس لئے ضرور تھا کہ وہ نبی صادق بدھ مذہب کے لوگوں کی طرف توجہ کرتا سو اس وقت بدھ مذہب کے عالموں کو جو مسیحا بدھ کے منتظر تھے یہ موقعہ ملا کہ انہوں نے حضرت مسیح کے خطابات اور ان کی بعض اخلاقی تعلیمیں جیسا کہ یہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور بدی کا مقابلہ نہ کرو اور نیز مسیح کا بگوا یعنی گورا رنگ ہونا جیسا کہ گوتم بدھ نے پیشگوئی میں بیان کیا تھا یہ سب علامتیں دیکھ کر ان کو بدھ قرار دے دیا۔

(مسیح ہندوستان میں صفحہ 76-75)

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس کتاب میں حضرت بدھ اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی تعلیمات کا تفصیلی موازنہ کر کے دکھایا ہے۔☆

آپ کے خطوط آپ کی رائے

پاکستان کے یہ بیچارے سیاست دان!

پاکستانی سیاستدانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ بڑے زور شور سے انتخابات میں حصہ لیتے ہیں لیکن فوجی سربراہ جب چاہے ان کو لعدم قرار دے کر خود اقتدار کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں ۔یہ چوہے بلی کا کھیل پاکستان میں سابق صدر محمد ایوب خان کے زمانہ سے چل رہا ہے ۔پھر ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو اور اس کی کابینہ، اس وقت کے تمام اراکین اسمبلی کو چور، ڈاکو، زانی اور رشوت خوروں کے خطابات سے نواز کر ڈرامائی طور پر سارے ممبران کو معطل کر کے ذوالفقار علی بھٹو کو پہلے تو کال کوٹھری میں ڈال دیا اور پھر پھانسی پر لٹکا دیا۔

اور پھر باری آئی نواز شریف کی جسے نہایت ڈرامائی انداز میں موجودہ صدر پرویز مشرف نے اغواء کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور تمام سیاستدانوں کو معطل قرار دے دیا حالانکہ نواز شریف نے قومی اسمبلی میں اپنی اکثریت کے بل بوتے پر یہ قانون بھی پاس کروالیا تھا کہ کوئی صدر منتخب شدہ حکومت کو اپنی مرضی سے معطل نہیں کر سکے گا۔

اب پھر پاکستان کے بے چارے سیاستدان اپنے ٹوٹے ہوئے گھروندے کی ایک بار پھر مرمت کر رہے ہیں لیکن نہیں کہہ سکتے کہ ان کی یہ شکستہ عمارت کب ڈھے جائے ۔ (رفیق احمد خان انچارج بھوانی زون ہریانہ)

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Main Bazar Qadian (Pb.)
Mfrs& Suppliers of: GOLD & DIAMOND JEWELLERY
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260
Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com
Speciality: Alisallah Rings and Lockets
FIRMA JEWELLERY (Pvt.Ltd)
107 Serangoon Road, Singapoor-218012
Tel : 62953003, Fax : 62244449, E-mail firma@pacific.net.sg

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان
فون دکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ قادیان

مجلس انصار اللہ قادیان کو اپنا لوکل ایک روزہ سالانہ اجتماع مورخہ 22 ستمبر 2002ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اجتماع کا آغاز صبح نماز تہجد سے ہوا جو مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے پڑھائی نماز فجر کے بعد مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم نے ''تلاوت قرآن کریم کی اہمیت اور برکت'' پر درس دیا۔ اس کے بعد انصار بھائیوں نے مسجد میں ہی اجتماعی تلاوت قرآن کریم کی۔ تلاوت سے فراغت کے بعد تمام انصار بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے جہاں پر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے مزار مبارک حضرت مسیح موعودؑ پر اجتماعی دعا کروائی۔ دعا سے فراغت کے بعد احمدیہ گراؤنڈ میں بزرگان کے ورزشی مقابلہ جات میوزیکل چیر، تیز چال، سلو سائیکلنگ، رسہ کشی وغیرہ کے مقابلہ جات ہوئے۔ یہاں سے فراغت کے بعد تمام انصار بھائیوں نے جامعہ احمدیہ کے صحن میں اجتماعی ناشتہ کیا۔ ٹھیک نو بجے محترم وحید الدین صاحب شمس نائب صدر صف دوم کی صدارت میں افتتاحی اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عہد اور نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ اور حکیم محمد دین صاحب نے اپنے اپنے انداز میں سفر لندن اور جرمنی کے حالات سنائے۔ افتتاحی اجلاس کے ساتھ باقاعدہ مجلس کے علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ حسن قرأت، نظم خوانی، اور تقاریر کے مقابلے ہوئے۔ مقابلہ جات کے اختتام کے ساتھ ہی نماز ظہر و عصر کی تیاری کیلئے وقفہ دیا گیا۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے سے فراغت کے بعد تمام انصار جامعہ احمدیہ کے صحن میں جمع ہوئے جہاں پر ایک علمی مجلس کا انعقاد کیا گیا جس میں انصار بزرگان کی طرف سے موصول ہوئے علمی سوالات کے جوابات مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان، مکرم مولانا محمد حمید صاحب کوثر زعیم اعلیٰ انصار اللہ قادیان اور مکرم ڈاکٹر عبد الرشید صاحب بدر ایم بی بی ایس نے بہت اچھے پیرائے میں دئے۔ یہ مجلس شام پانچ بجے تک چلی۔ ٹھیک پانچ بجے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت اختتامی اجلاس کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ عہد انصار اللہ اور نظم کے بعد مکرم زعیم صاحب اعلیٰ مجلس انصار اللہ قادیان نے ماہ نومبر 2001ء سے ماہ ستمبر 2002ء تک کی کارگزاری رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مکرم و محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے تمام انصار بھائیوں کو اس اجتماع کے انعقاد پر مبارک باد دی اور نصائح کیں۔ آپ کے خطاب کے بعد علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن لینے والے انصار بھائیوں کو انعامات دئے گئے۔

آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے تمام انصار بھائیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور نصائح فرمائیں اور اختتامی دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی یہ روحانی اجتماع اختتام پذیر ہوا مجلس کی طرف سے تمام حاضرین کی خدمت میں عصرانہ پیش کیا گیا اللہ تعالیٰ ہمارا یہ روحانی اجتماع ہر جہت سے بابرکت کرے۔ آمین۔ (صدر اجتماع کمیٹی سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ قادیان)

چندہ پور کاما ریڈی میں تربیتی جلسہ

15-09-02 صبح 11:30 بجے مسجد احمدیہ چندہ پور (آندھرا) میں تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ میں چندہ پور و کاماریڈی کے احباب جماعت کے علاوہ حیدر آباد سے چودہ خدام پر مشتمل ایک وفد مکرم محمد عظمت اللہ صاحب غوری صوبائی قائد کی زیر قیادت شرکت کی۔ محترم غلام احمد صاحب صدر جماعت چندہ پور و کاماریڈی کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ جبکہ حیدر آباد سے تشریف لائے ہوئے صوبائی قائد مکرم محمد عظمت اللہ صاحب اور مکرم مولانا محمد کلیم خان صاحب مبلغ انچارج حیدر آباد مہمان خصوصی کے طور پر اسٹیج پر رونق افروز تھے۔ مکرم مولوی سی کے ریاض الدین صاحب معلم وقف جدید بیرون کی تلاوت کے بعد مکرم عبد اللہ صاحب بدر نے نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ مکرم محمد معین الدین صاحب، مکرم خالد احمد الہ دین صاحب، مکرم محمد عطاء اللہ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ چندہ پور و کاماریڈی، خاکسار محمد حبیب اللہ شریف سرکل انچارج نظام آباد، مکرم محمد عظمت اللہ صاحب قائد صوبائی، مکرم مولانا محمد کلیم خان صاحب مبلغ انچارج حیدر آباد و مکرم غلام محمد صاحب صدر جلسہ نے تقاریر کیں۔ مقررین نے اپنی تقاریر میں تربیتی امور پر زور دیا۔ تقریروں کے علاوہ مکرم شوکت احمد صاحب، مکرم زبیر احمد صاحب اور مکرم محمد فیاض صاحب ابن مکرم الیاس احمد صاحب فلک نما حیدر آباد نے بڑے ہی اچھے انداز میں نظم پڑھ کر حاضرین جلسہ کو محظوظ کیا۔ آخر میں مکرم صدر جلسہ نے دعا کروائی۔ نماز ظہر و عصر کے بعد حاضرین جلسہ کیلئے طعام کا انتظام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے۔ حاضرین جلسہ کو دینی دنیاوی ترقیات اور خیر و برکات سے نوازے۔ آمین۔

(مکرم حبیب اللہ شریف نظام آباد)

ڈائمنڈ ھاربر میں لجنہ اماء اللہ صوبہ بنگال کا اجتماع

الحمد للہ ایک عرصہ کے بعد لجنہ اماء اللہ صوبہ بنگال میں صوبائی اجتماع منعقد کیا گیا۔ اجتماع کی تیاری کیلئے ایک دن قبل صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ اپنی عاملہ کے ہمراہ ڈائمنڈ ہاربر پہنچ گئی تھیں۔ اجتماع کی تیاری کا جائزہ لیا گیا۔ اجتماع کا پروگرام صبح فجر کے بعد سے شروع ہو گیا۔ نماز باجماعت کا انتظام کیا گیا تھا نماز سے فارغ ہو کر ناشتہ کے بعد اجتماع گاہ میں لجنہ و ناصرات جمع ہو گئیں۔

اجتماع کا پہلا اجلاس 18 اگست کو زیر صدارت محترمہ صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ صاحبہ صبح ٹھیک نو بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید محترمہ عصمت زبیر صاحبہ نے کی محترمہ امینہ فرحت صاحبہ نے لجنہ و ناصرات کا عہد دہرایا۔ محترمہ راشدہ قمر صاحبہ نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ محترمہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا اور بنگالی ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ دعا کے بعد علمی مقابلہ جات ہوئے۔ اس دوران مکرم مولوی مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ سلسلہ نے ''تربیت اولاد'' کے موضوع پر بنگلا زبان میں تقریر کی۔ پہلا اجلاس 12:30 بجے ختم ہو گیا۔ کھانے اور نماز ظہر و عصر کے بعد ٹھیک 3 بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جسکی صدارت محترمہ بشریٰ حمید صاحبہ صوبائی صدر لجنہ نے کی۔ عزیزہ نبیلہ زبیر کی تلاوت کے بعد عربی قصیدہ محترمہ فاطمہ بیگم بانسرہ نے پڑھ کر سنایا بعد ازاں محترم مولوی منیر الحق صاحب مبلغ سلسلہ نے حدیث کی روشنی میں ''عورت کا مقام'' موضوع پر بنگلہ زبان میں تقریر کی۔ بعد ازاں مقابلہ جات کا سلسلہ جاری رہا۔ محترم صوبائی امیر صاحب دوپہر کو اجتماع گاہ میں تشریف لائے اور تمام باتوں کا جائزہ لیا جلسہ کے آخر میں محترم امیر صاحب صوبائی نے لجنہ سے خطاب کیا اور عورتوں کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ بنگال نے اختتامی خطاب فرمایا اور صوبائی امیر صاحب اور مقررین اور تمام خدام اطفال مجلس ڈائمنڈ ہاربر کا شکریہ ادا کیا۔ پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اجتماع کے موقع پر بانسرہ اور کبیرہ کی ممبرات کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ محترم صوبائی امیر صاحب نے نمائندگان کو ترجمہ نماز بنگالی زبان میں بطور تحفہ دیا۔

مجلس شوریٰ: اجتماع کے موقع پر 14 مجالس کے 125 لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔ اجتماع سے پہلے مورخہ 18 اگست صبح 8 بجے مجلس شوریٰ منعقد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اجتماع ہر لحاظ سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (راشدہ رحمٰن ڈائمنڈ ہاربر بنگال)

جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) کی تبلیغی و تربیتی مساعی

ماہ اگست میں جماعتی طور پر ہفتۂ قرآن مجید منایا گیا۔ جس میں سات اجلاسات کروائے گئے۔ اسکے علاوہ مختلف محلہ جات میں بھی تین تربیتی اجلاسات منعقد کئے گئے۔ ان اجلاسات میں خاکسار نے قرآن مجید کے ارفع مقام، تربیتی امور، مالی قربانی اور نماز کی اہمیت اور قرب الٰہی حاصل کرنے کے بارے میں قرآن مجید کی تعلیم بیان کی۔ 15 اگست کو جشن آزادی کے موقعہ پر قومی جھنڈا لہرانے اور تقریر کرنے کا موقع ملا۔ جس میں ہندو اساتذہ اور طلبا بھی شریک تھے۔ خاکسار نے قومی یکجہتی کے موضوع پر تقریر کی۔ اس ماہ میں کچھ ہندو دوستوں کو خاکسار نے اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا اور ہندو شاستروں سے توحید کی تعلیم بیان کی۔

تربیتی کلاس میں نومبائعین کے علاوہ جماعت کے خدام بھی شامل ہوئے۔ دعا ہیکہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کوششوں کو اپنے فضل سے بارآور فرمائے۔ آمین۔

(خاکسار شمس الحق خان معلم وقف جدید مقیم جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ)

خدام الاحمدیہ حیدر آباد کی ڈائری

ماہ جولائی میں خدام الاحمدیہ حیدر آباد (آندھرا) کی تعلیمی و تربیتی سرگرمیاں جاری رہیں۔ واقفین نو بچوں کی تعلیمی و تربیتی کلاسز حلقہ فلک نما، حلقہ مومن منزل، مسجد احمدیہ جوبلی ہال میں لگائی گئیں۔ جس میں مقرر ٹیچرز کے علاوہ مکرم مبلغ صاحب نے بھی تدریس کا فریضہ ادا کیا۔ تینوں حلقہ جات میں ہومیوپیتھی ڈسپنسریاں جاری رہیں۔ احمدی وغیر احمدی لوگ استفادہ کرتے رہے۔ تین خدام نے ایک بیمار خاتون کیلئے خون کا عطیہ دیا۔ حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے خصوصی دعائیں اور صدقات دئے گئے دوران ماہ دو تربیتی اجلاسات ہوئے۔ تینوں حلقہ جات میں تربیتی کلاسز جاری رہیں جوبلی ہال کے پاس ہر روز اور ہالی ووڈ فٹ وئر کے پاس ہر اتوار کو بک سٹال لگتا ہے۔ دوران ماہ دو وقار عمل ہوئے جس میں مسجد کی صفائی اور کتابوں کی Setting کی گئی۔ نیز ایم. ٹی. اے سے بھرپور استفادہ کیا گیا۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

جماعت احمدیہ جرمنی کے ۲۷ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

۲۷ ممالک کے ۲۳ ہزار افراد کی شمولیت۔ بزرگان اور علمائے سلسلہ کی دینی و علمی موضوعات پر اہم تقاریر۔ زیر تبلیغ افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب۔ اس عظیم الشان جلسہ کے ساتھ نو مبایعین کے مختلف جلسوں کا انعقاد۔ جلسہ کی کارروائی کا براہ راست گیارہ زبانوں میں رواں ترجمہ۔ ایم ٹی اے کی خصوصی نشریات۔

نمائندہ میئر من ہائیم شہر اور ممبر پارلیمنٹ کا خطاب

واقفین نو بچوں کے لئے علیحدہ تعلیمی و تربیتی پروگرامز۔ جلسہ سے ایک روز قبل تبلیغی سیمینار کا انعقاد۔

"یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ" کے روح پرور نظارے

(رپورٹ مرتبہ: ڈاکٹر وسیم احمد طاہر۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء)

جماعت احمدیہ جرمنی کا ۲۷واں عظیم الشان جلسہ سالانہ اپنی مخصوص دینی و روحانی روئیات کے ساتھ مورخہ ۲۳/ تا ۲۵/ اگست ۲۰۰۲ء مئی مارکیٹ منہائم میں نہایت کامیابی و خوش اسلوبی کے ساتھ جاری رہنے کے بعد بخیر وخوبی اختتام پذیر ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ نے اپنی خصوصی نشریات کے ذریعہ ۲۶/ تا ۲۸/ اگست جلسہ سالانہ جرمنی کے مناظر اور تقاریر دنیا بھر میں ٹیلی کاسٹ کیں۔ جلسہ سالانہ کے اکثر پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے براہ راست جلسہ گاہ مستورات میں ریلے کئے گئے تاہم ہفتہ کے روز لجنہ کے اپنے پروگرام کے مطابق تقاریر ہوتی رہیں۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہیومینٹی فرسٹ (Humanity First)، شعبہ اشاعت، شعبہ سمعی و بصری اور دیگر شعبہ جات نے خصوصی اسٹالز لگائے۔

حاضرین جلسہ سالانہ سے منہائم شہر کے میئر کی نمائندہ اور یورپین پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے بھی خطاب کیا اور جماعت کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر شعبہ وقف نو جرمنی کی طرف سے واقفین نو بچوں کے لئے ایک بڑی مارکی میں علیحدہ تعلیمی و تربیتی پروگرامز جلسہ کے دوران وقفوں میں منعقد ہوتے رہے جن میں جرمنی بھر سے کثیر تعداد میں آئے ہوئے واقفین نو بچوں، بچیوں اور ان کے والدین نے نہایت ذوق و شوق سے حصہ لیا اور پروگرامز کو کامیاب بنایا۔ متعدد علماء کرام اور مبلغین سلسلہ ان پروگرامز میں شامل ہوتے رہے اور بچوں کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔

جلسہ کے انعقاد سے قریباً دو ماہ قبل محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی اور محترم زبیر خلیل خان صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء کی زیر نگرانی جلسہ سالانہ کمیٹی کی متعدد میٹنگز بلائی گئیں اور تیاری جلسہ کے کام کو احسن طریق پر سرانجام دینے کے لئے ضروری ہدایات دی جاتی رہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی اور چند ایک ریجنز کے سینکڑوں احباب کی شب و روز کی محنت اور وقار عمل کے ذریعہ تمام مارکیز اور خیمہ جات کئی روز قبل ہی نصب کر لئے گئے تھے۔

امسال جلسہ سالانہ کمیٹی افسر صاحب جلسہ سالانہ، افسر صاحب جلسہ گاہ کے علاوہ چار افسران، ۹ نائب افسران اور ۱۲۳ ناظمین پر مشتمل تھی۔

جلسہ سالانہ سے ایک روز قبل مورخہ ۲۲/ اگست کو ایک تبلیغی سیمینار منعقد کیا گیا۔ محترم مولانا حیدر علی صاحب ظفر مشنری انچارج جرمنی نے افتتاح فرمایا۔ سیمینار میں جماعت احمدیہ جرمنی کے ذمہ ۱۶ یورپین اور دو عرب ممالک میں تبلیغی مساعی اور کارکردگی کا جائزہ لینے کے علاوہ نو مبایعین کے لئے بہتر اخلاقی اور تربیتی پروگرامز بنانے پر غور کیا گیا۔ ۹ گھنٹے تک جاری رہنے والے اس سیمینار میں ۲۰ ممالک کے ۲۰۰ سے زائد افراد نے شرکت کی۔

جلسہ سالانہ کا پہلا روز

جلسہ سالانہ کے پہلے روز مورخہ ۲۳/ اگست بروز جمعۃ المبارک کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا

دوپہر ایک بجکر پچاس منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ دو بجے ایم ٹی اے کے ذریعہ لندن سے براہ راست سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ مردانہ و زنانہ ہر دو جلسہ گاہوں میں نشر اور دکھایا گیا۔ جس کے بعد محترم مولانا حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ اپنے خطبہ میں آپ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ارشادات کی رو سے جلسہ سالانہ کی اغراض و برکات پر روشنی ڈالی

پانچ بجے سہ پہر جلسہ سالانہ کے اجلاس اوّل کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ اس افتتاحی اجلاس کی صدارت محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا گیا۔ اس پہلے اجلاس میں ہونے والی علمی تقاریر میں سے پہلی تقریر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب سابق پرنسپل مدرسہ احمدیہ قادیان نے آنحضرت ﷺ کی بابرکت سیرت کے پہلو سادہ زندگی کے موضوع پر کی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر ایک جرمن نو مبائع مکرم یحییٰ صاحب نے کی اور اپنے قبول احمدیت کا اختصار سے ذکر کیا۔ بعد ازاں مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش، پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی نے جرمن زبان میں اسلامی طرز زندگی اور آج کے دور میں پیدا ہونے والے مسائل بالخصوص نوجوان نسل کے مسائل اور ان کے حل پر نہایت مؤثر خطاب کیا۔

اجلاس کی آخری تقریر پاکستان سے آئے ہوئے معزز مہمان مقرر محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی تھی جو آپ نے "ذکر حبیب" کے موضوع پر فرمائی۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا روز

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز ۲۴/ اگست بروز ہفتہ صبح کے اجلاس کی کارروائی مکرم ایم ییشانو صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا عبد الباسط طارق صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جرمنی نے "مغربی معاشرہ میں تربیت اولاد کی اہمیت" پر کی۔

دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ جرمنی کی۔ "دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی روحانی لذات" کے موضوع پر تھی۔

صبح کے اس اجلاس کی آخری تقریر انگلستان سے آئے ہوئے مہمان مقرر محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن کی تھی۔ آپ نے علم و عمل کے اہم موضوع پر نہایت دلنشیں انداز میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ علم کے بغیر صحیح عمل کا تصور ممکن نہیں اور اگر عمل نہ ہو تو محض علم ایک بے فائدہ چیز ہے۔

دوسرے روز کے دوسرے اجلاس کی کارروائی پانچ بجے سہ پہر نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد شروع ہوئی۔ جس کی صدارت محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے فرمائی۔ اس اجلاس میں جن مقررین نے خطاب کیا ان میں سے پہلے مقرر مکرم مولانا مبارک احمد صاحب تنویر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ جرمنی تھے۔ آپ نے خلافت کی اہمیت و برکات کے اہم موضوع پر خطاب فرمایا

بعد ازاں مکرم حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی نے "خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اس اجلاس میں ایک نو مبائع جرمن احمدی مکرم عبد السلام بروک ہارڈ نے اپنے قبول احمدیت کے متعلق نہایت ایمان افروز تقریر کی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر پاکستان سے جلسہ میں بطور خاص شرکت کرنے والے مہمان مقررین میں سے ایک معزز شخصیت مؤرخ احمدیت محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی تھی۔ آپ نے "فلسفۂ نماز اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر نہایت مؤثر اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔

تیسرا روز

جلسہ سالانہ جرمنی کے تیسرے اور آخری روز کا آغاز بھی حسب معمول نماز تہجد اور نماز فجر سے ہوا۔ پہلے اجلاس کی کارروائی صبح دس بجے مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوئی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر جرمن اور اردو زبان میں مکرم داؤد احمد صاحب مجوکہ، مدیر رسالہ "نور الدین" خدام الاحمدیہ جرمنی نے "قرآن مجید کا امن بخش پیغام" کے موضوع پر کی۔

بعد ازاں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جرمنی نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔

دوپہر بارہ بجکر تیس منٹ پر جلسہ سالانہ پر آنے والے مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے زیر تبلیغ احباب کے ساتھ جرمن زبان میں سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی جو قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش نے سوالات کے نہایت مدلل جوابات دیئے۔ اس مجلس کا آنے والے مہمانوں نے نہایت اچھا اثر لیا۔ اس مجلس سوال و جواب میں دو ہزار احباب و خواتین نے شرکت کی۔

اختتامی اجلاس

پانچ بجے سہ پہر جلسہ سالانہ جرمنی کے آخری اجلاس کی کارروائی محترم امیر صاحب جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا گیا۔

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنے خطاب میں احباب جماعت سے اسلام میں قربانیوں بالخصوص مالی قربانی کی برکات و اہمیت پر نہایت درد انگیز، مؤثر اور جامع خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد پرسوز دعا کے ساتھ جماعت

باقی صفحہ (4) پر ملاحظہ فرمائیں

ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانے کا خواب

سنگھ پریوار نے عملی جامہ پہنانے کے لئے گروسبھا کا خطرناک منصوبہ تیار کرلیا

بھارت میں ''گروسبھا'' اتھارٹی قائم کرنے کے لئے نہایت تیزی سے کام ہو رہا ہے اور اس کے لئے ملک بھر کے پرائمری، مڈل اور ہائی اسکولوں سے لے کر یونیورسٹی تک کے انتہاپسند اساتذہ ''گروسبھا'' تشکیل دیں گے اور بھارت کا حقیقی اقتدار بھی اس گروسبھا کے پاس ہوگا۔ گویا بھارت میں جو بااثر اتھارٹی سامنے آئے گی وہ گروسبھا کے انتہاپسند ہندوؤں پر مشتمل ہوگی۔

گروسبھا کی اصل خالق 'راشٹریہ سیوک سنگھ' ہے۔ آر. ایس. ایس. نے 1998ء میں گروسبھا کے آئین پر کام شروع کیا تھا۔ گروسبھا کے نظریہ سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہندو انتہاپسند اپنے بھارت میں کیسا قانون اور معاشرہ چاہتے ہیں۔ اس کا پیش لفظ ملاحظہ کیجئے۔

''ہم بھارت ماتا کی سنتان، بھارت کو اپنی مرضی سے ایک پربھتو تسمپن لوک تانترک گن راجیہ (آزاد ہندو ریاست) بنانے اور اس کے تمام شہریوں کو اندرونی و بیرونی دشمنوں سے تحفظ فراہم کرنے کے لئے راشٹر کی ایکتا اور اکھنڈتا کو فروغ دینے کا عہد کرتے ہیں''

آر ایس ایس نے ہندو راشٹر کے لئے جو آئین تیار کیا ہے اسے تمام ہندو تنظیموں نے قبول کرلیا ہے۔ بی جے پی نے اس آئین کو فوری طور پر بھارت میں نافذ کرنے کی حامی بھر لی ہے تاہم عالمی صورت حال کے بدلتے تقاضوں کے تحت فی الحال اس کو ایک پس پردہ متوازی آئین کے طور پر چالنے کی شروعات کا آغاز کر دیا گیا ہے 1998ء میں گروسبھا کے آئین کی تخلیق کے فوری بعد ''پوٹو'' کے کالے قانون کی داغ بیل بھی رکھ دی گئی تھی۔ لال کرشن ایڈوانی نے گروسبھا کے عملی نفاذ کو بابری مسجد کی جگہ پر رام مندر تعمیر کرنے کے فیصلے سے مربوط کیا ہوا ہے۔ بھارت کے تمام انتہاپسند مستقبل میں آر ایس ایس کی گروسبھا کے لئے ابھی سے تیار ہیں اور یہ تمام لیڈران اپنے سپنے کے بھارت کا نقشہ بارہا پیش کر چکے ہیں۔

سنگھ خاندان کے سرسنگھ چالک کے سی سدرشن نے مارچ 2002ء میں بھارتی مسلمانوں کو خبردار بھی کر دیا ہے کہ انہیں بھارت میں رہنا ہے تو کس حیثیت میں رہنا ہے۔ انہوں نے بابری مسجد تحریک کے لیڈر سید شہاب الدین کو ایک خط میں لکھا میں کہ:-

''ہمارا اصل مقصد رام مندر کی تعمیر ہی نہیں بلکہ ہم ملک کو ایک نیا روپ دینا چاہتے ہیں۔ لہذا ملک کے مسلمان نہ صرف مسلم دورِ حکومت میں ہندوؤں کے ساتھ کئے گئے ظلم کی معافی مانگیں بلکہ اپنے آباء واجداد سے ناطہ توڑ کر رام اور کرشن سے رشتہ جوڑیں اور اپنی ایک ہزار سالہ تاریخی وراثتوں کو بھول کر ایودھیا، متھرا اور کاشی کو مرکزِ عقیدت بنائیں تو اسی میں ان کی خیر ہے''

گروسبھا کے آئین میں یہ مؤقف واضح طور پر نمایاں کیا گیا ہے کہ بھارت صرف ہندوؤں کا ملک ہوگا۔ مسلمانوں، عیسائیوں، بدھ مت اور سکھوں کو بھارتی اور ہندو بن کر رہنا ہوگا۔ اس آئین کی ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ بھارت کے 122 اسٹیبلشمنٹ اداروں، حساس ایجنسیوں نے بھی گروسبھا کے تصور کو پسند کیا ہے اور اس کے لئے راہ ہموار کرنے کے لئے انہیں مسلمانوں اور عیسائیوں کی نسل کشی کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ اس کا ثبوت گجرات میں چھ ہزار مسلمانوں کا قتل عام ہے جس میں پوٹو کے تحت کسی ہندو کو گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ پولس نے ہندو انتہاپسند تنظیموں کو اس قتل عام کے لئے تحفظ فراہم کیا ہے۔

گروسبھا اتھارٹی بھارتی سینٹ (راجیہ سبھا) اور پارلیمنٹ (لوک سبھا) سے زیادہ بااختیار ہوگی۔ گروسبھا کے ممبران کا انتخاب اور اس کے اختیارات کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ:-

☆......گروسبھا کے اراکین کو منتخب کرنے کا حق صرف ہندو اساتذہ کو ہوگا۔ ☆......گروسبھا اپنے ووٹران کو رجسٹرڈ کرے گی اور صرف وہی ووٹران گروسبھا کے ممبران ہوں گے۔ ☆......کسی سیاسی جماعت اور اتحاد وغیرہ سے وابستہ فرد گروسبھا کا ووٹر نہیں بن سکے گا۔ ☆......گروسبھا کے ممبران مرکزی وصوبائی ریاستوں کے اہم اداروں کی پالیسی طے کریں گے اور ان اداروں میں انتظامی تقسیم کام کے طریقہ کار کا بٹوارہ بھی اس کے کہنے پر ہوگا۔

☆......پارلیمنٹ و سینٹ کے اراکین گروسبھا کی پالیسیوں کے مطابق کام کرنے کے مجاز ہوں گے۔

☆......وزراء کے انتخاب کا حتمی فیصلہ گروسبھا کرے گی۔

☆......قوانین کے مسودے لوک سبھا میں صرف اس لئے لائے جائیں گے تاکہ وہ اس کے بارے میں اپنی سفارشات گروسبھا کے سامنے پیش کرے جن کو منظور کرنے یا نہ کرنے کا اختیار بھی گروسبھا کو ہوگا۔

☆......بھارت ماتا کے دفاع کے لئے گروسبھا ایک ''رکھشا سبھا'' (حفاظتی مجلس) تشکیل دے گی جو تمام تر دفاعی امور کی ذمہ دار ہوگی اور لوک سبھا یا گروسبھا کے سامنے جوابدہ نہیں ہوگی۔ ☆......رکھشا سبھا محکمہ دفاع کا بجٹ بھی طے کرے گی جس پر پارلیمنٹ کے کسی رکن کو بحث کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ ☆......رکھشا سبھا کے ارکان تینوں سروسز کے سربراہ ہوں گے یہ سبھا کسی بھی حال میں اور کبھی بھی تحلیل نہیں کی جائے گی اور اس کے فیصلے حتمی ہوں گے۔ ☆......ملک کا عدالتی نظام بھی گروسبھا کی پالیسیوں پر استوار ہوگا۔ ججوں کے تقرر سے لیکر ان کے ضابطۂ اخلاق تک طے کرنے کا اختیار گروسبھا کو حاصل ہوگا۔ گروسبھا ملک کا وزیر اعظم منتخب کرنے میں فیصلہ کن حیثیت کی حامل ہوگی اور اس ضمن میں لازم نہیں ہوگا کہ وزیر اعظم لوک سبھا میں سے ہی منتخب کیا جائے۔ غیر منتخب فرد کو بھی وزیر اعظم منتخب کیا جاسکتا ہے۔ وزیر اعظم کا ایک بار منتخب ہونے کے بعد اسے ہٹانے کے لئے لوک سبھا کی دو تہائی اکثریت کا ہونا ضروری ہوگا۔

(روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی 4-8-02)

(مرسلہ عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر)

☆......☆......☆

امریکی کانگریس اور سینیٹ نے صدر بش کو عراق پر حملے کا اختیار دے دیا ہے۔ چنانچہ کانگریس نے 133 کے مقابلے میں 296 ووٹوں سے ایک قرارداد کی منظوری دی جس میں امریکی صدر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ عراق پر حملے کیلئے جو چاہے فیصلہ کریں۔ اس قرار داد کے بعد سینیٹ نے بھی 23 کے مقابلے میں 77 ووٹوں سے توثیق کر دی ہے۔ ادھر اقوام متحدہ کے 130 ارکان نے سلامتی کونسل سے کہا ہے کہ عراق کے بارہ میں نئی قرارداد پر رائے شماری سے پہلے سلامتی کونسل کا کھلا ہنگامی اجلاس بلایا جائے۔ بغداد میں عراق کے نائب وزیر اعظم طارق عزیز نے ایک پریس کانفرنس نے خطاب کرتے ہوئے امریکی فیصلہ کے جواب میں کہا ہے کہ عراق امریکہ کے ممکنہ حملے کا جواب دینے کیلئے پوری طرح تیار ہے۔

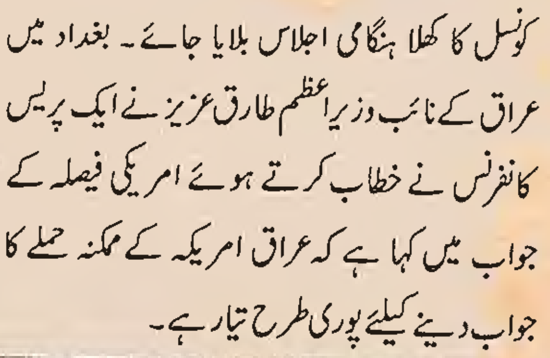

امریکی پادری جیری فال ویل نے حضور نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے نعوذ باللہ آپ کو "Terrorist" قرار دیا۔ اس ریمارکس کے خلاف انڈو پاک میں کئی جگہوں پر سخت مظاہرے ہوئے۔ شولاپور میں مظاہرے کے دوران پولیس نے مظاہرین پر گولی چلادی جس سے جانی نقصان کے علاوہ کئی افراد زخمی بھی ہوگئے۔ اسی قسم کے مظاہروں کی خبر وادئ کشمیر سے بھی ملی ہے۔

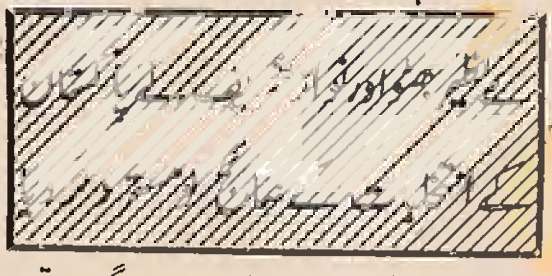

پاکستان کے موجودہ انتخابات میں اگرچہ تین پارٹیاں جسمیں مسلم لیگ (قائد اعظم)، پیپلز پارٹی (Parliamentarian) اور متحدہ مجلس عمل علی الترتیب اوپر آئیں ہیں لیکن کسی پارٹی کو بھی واضح اکثریت نہیں مل سکی۔

اُدھر بے نظیر بھٹو نے لندن سے جاری اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ وہ ان انتخابات کو جو سراسر دھاندلی ہیں ماننے کیلئے تیار نہیں۔ اسی طرح نواز شریف نے بھی موجودہ انتخابی نتائج کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔ بے نظیر نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ انتخابات کے نتائج کے اعلان میں جان بوجھ کر اس لئے دیر کی گئی تاکہ اپنی من مرضی کے نتائج کا اعلان کیا جاسکے۔ ادھر الیکشن کمیشن نے اسکے جواب میں کہا ہے کہ کام کے بوجھ کی وجہ سے انتخابات کے نتائج کے اعلان میں دیر ہوئی ہے۔

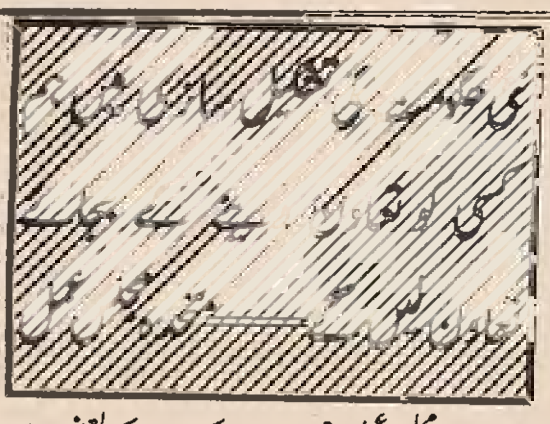

متحدہ مجلس عمل جس میں پاکستان کے بعض انتہا پسند مذہبی علماء شامل ہیں حالیہ انتخابات میں تیسرے نمبر پر آئی ہے۔ اس پارٹی نے قومی اسمبلی میں 51 سیٹیں حاصل کی ہیں۔ اسکے لیڈروں نے جن میں جمعیۃ العلماء، جماعت اسلامی اور اہل حدیث فرقہ کے انتہا پسند علماء ہیں واضح کہا ہے کہ وہ خود حکومت سازی کریں گے اور حکومت سازی میں کسی کو تعاون دینے کی بجائے دوسری پارٹیوں سے تعاون لیں گے۔ یہ اعلان مجلس عمل کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات پیر اعجاز احمد ہاشمی نے اخبار نویسوں کے سامنے کیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا اب وزارت عظمٰی سیکولر قوتوں کی بجائے اسلام پسند قوتوں کے ہاتھ میں ہوگی۔

یاد رہے کہ امریکہ کے افغانستان پر حالیہ حملے کے باعث افغانستان سے لگتے ہوئے پاکستان کے دو صوبے بلوچستان اور صوبہ سرحد میں ان انتہا پسند علماء نے امریکہ مخالف اور موجودہ پاکستانی حکومت کی مخالفت میں ان ہر دو صوبوں کے عوام کے جذبات کو مشتعل کر کے حالیہ انتخابات میں فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پاکستان کے ان دو صوبوں میں پنجاب اور سندھ کی نسبت معیار تعلیم بہت گرا ہوا ہے اور اکثر عوام ناخواندگی اور علماء کے جذباتی نعروں کے شکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں صوبوں کے معصوم عوام کو جہاد کے نام پر افغانستان کی سرحدوں میں داخل کر کے انہیں امریکی فوجیوں کے رحم و کرم پر مرنے کیلئے چھوڑ دیا گیا تھا۔

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702
Tel (0091) 01872-20814

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/57

The Weekly BADR Qadian
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol:51 Wednesday 16 October 2002 Issue No. 42

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $
: 60 Mark Germany
By Sea : 10 £ Or 20 U.S $

پوری دنیا میں قادیانی امت کا بول بالا ہے

خفیہ طور پر اب پاکستان میں بھی مسلمانوں کو قادیانی بنایا جارہا ہے

جب تک "قتل مرتد" کی سزا کا نفاذ نہیں کیا جاتا اس وقت تک قادیانی فتنے کا سدِّ باب نہیں ہوسکتا

ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم جماعت اسلامی پاکستان

پاکستان کے مذہبی علماء بالخصوص دیو بندی اور جماعت اسلامی کے علماء نے پاکستان میں ایک دوسرے کو مرتد قرار دے کر اسلام کے نام پر قتل و غارت کا بازار گرم کررکھا ہے ان دیو بندیوں، وہابیوں اور جماعت اسلامی والوں کے متعلق بریلوی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب نے مرتد قرار دیکر قتل کے فتوے دیئے ہیں۔ معلوم نہیں قتل مرتد کی اس جنگ میں مبتلاء یہ علماء آپس میں ایک دوسرے کے خلاف جہاد کریں گے یا پھر امریکہ یا برطانیہ سے اپنے جہاد کو جاری رکھیں گے ——— ملاحظہ فرمائیے امیر جماعت اسلامی پاکستان کے "اسلامی" خیالات۔

ارتداد کا مسئلہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران مدینہ کے یہود نے جب دیکھا کہ جو شخص ایک دفعہ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا تھا پھر اس سے علیحدہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ لہذا انہوں نے سوچا کہ ایسی چال چلو جس سے اسلام کی دھاک اور ساکھ مجروح ہو جائے۔ چنانچہ یہودی صبح اسلام لاتے اور شام کو مرتد ہو جاتے تا کہ لوگوں کو اسلام سے متنفر کیا جا سکے۔ اسلام اگر محض ایک مذہب ہوتا تو مسلمانوں کے لئے ترک اسلام کے راستے کو کھلا رکھنے سے کوئی فرق واقع نہ ہوتا۔ لیکن اسلام تو درحقیقت ایک ریاست بھی ہے۔ ارتداد کا فتنہ اسلامی ریاست کی جڑوں کو کھوکھلی کرنے کے لئے نہایت مؤثر ہتھیار ثابت ہوتا۔ لہذا اس فتنے کا سد باب کرنے کے لئے من بدل دینه فاقتلوه کا حکم جاری کر دیا گیا۔ اسلامی ریاست کی حدود میں کوئی مسلمان اگر مرتد ہو جاتا تو وہ واجب القتل ہے۔ قتل مرتد کی سزا ان لوگوں کی سمجھ میں کیسے آئے جو مذہب اور ریاست کو جدا سمجھتے ہیں۔ جبکہ اسلامی ریاست کی بنیاد ہی مذہب ہے۔ لہذا مذہب سے بغاوت درحقیقت اسلامی ریاست سے بغاوت کے مترادف ہے۔ اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہے۔ اگر ریاست کے نظریہ ہی کو کمزور کر دیا جائے تو پھر خود ریاست کی ہی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔ اسلام کا نظام حیات، اس کا سارا قانونی ڈھانچہ رسالت و نبوت محمدی پر استوار ہے۔ ایک شخص بہت پکا موحد بھی ہو اور اس کے اخلاق بھی اچھے ہوں لیکن اگر وہ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ عقیدہ توحید کے باوجود غیر مسلم قرار پائے گا کوئی شخص کتنا ہی متقی عابد زاہد اور پرہیز گار کیوں نہ ہو جب تک رسالت محمدی ﷺ کا قلادہ اس کی گردن میں نہیں ہوگا وہ ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتا اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا:-

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

دین تو نام ہی محمد کا ہے۔ شریعت کا سارا وجود ہی آپ کی نبوت و رسالت کی بنیاد پر قائم ہے اسلام کا پورا نظام محمد ﷺ کی شخصیت کے گرد گھومتا ہے اگر اس تعلق کو مجروح کر دیا جائے تو گویا اسلام کی پوری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بندہ مؤمن کے رشتے اور تعلق کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان پر ایمان لاؤ ان کی اطاعت کلی کرو اور تمام انسانوں سے بڑھ کر انہیں محبوب سمجھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔ اس کے والد سے اس کی اولاد سے یہاں تک کہ تمام انسانوں سے۔ بدقسمتی سے آج ایمان کی یہ شرائط بھی امت کی عظیم اکثریت کی ذہنوں سے نکل چکی ہے۔ عید میلاد مناؤ۔ نعتیں پڑھو۔ جلسے کرلو۔ سیرت کانفرنسیں کرلو۔ مگر جہاں تک اتباع رسول اور اطاعت رسولؐ اور محبت رسول کا معاملہ ہے اس سے بھی امت بیگانہ ہوتی جاتی ہے۔ ایک ہے محبت جو دل کی چیز ہے جبکہ اطاعت کا تعلق عمل سے ہے جو نظر آتا ہے ایک اور شئے ہے جسے قرآن مجید ادب و احترام کے حوالے سے بیان کرتا ہے بقول شاعر:

ادب کا ہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اسلامی ریاست یا اسلامی معاشرے کی دو بنیادیں ہیں ایک قانونی اور دوسری جذباتی قانونی بنیاد کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات سے سرتابی نہ کی جائے۔ ان سے تجاوز نہ کیا جائے۔ مسلمان فرد ہو یا ریاست دونوں قرآن و سنت کے دائرے کے اندر اندر آزاد ہیں ان حدود سے تجاوز کی انہیں اجازت نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا ادب و احترام اسلام کے نظام معاشرت اور اسلامی تہذیب میں یکرنگی اور تسلسل کا ضامن ہے۔ ایک ستون اگر دستوری و قانونی بنیاد ہے تو دوسرا ستون حضور ﷺ سے جذباتی محبت اور آپ کی اتباع ہے۔ اگر حضور ﷺ کا ادب و احترام اور آپ کی اتباع کا جذبہ کمزور پڑ جائے تو اسلامی تہذیب کی بنیاد ختم ہو کر رہ جائے گی۔ دینِ الٰہی کے اندر بھی یہی فتنہ تھا۔ جب کہا گیا کہ دین کی اصل توحید ہی ہے رسالت وغیرہ کی چنداں اہمیت نہیں ہے اس سے امت محمد ﷺ کا تشخص ختم ہو رہا تھا اس فتنے کی سرکوبی کے لئے مجدد الف ثانی کھڑے ہوئے چنانچہ بقول اقبال:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبر دار

شیخ احمد سرہندی" حضرت مجدد الف ثانی کے مکاتیب میں جس قدر اتباع سنت پر زور دیا گیا ہے اس کا عام آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ توہین رسالت کا قانون نہ ہو تو اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کو موقع مل جائے گا کہ وہ ہماری معاشرتی اور ملی زندگی کے جذباتی مرکز و محور کو منہدم کر دیں۔ اس سے مسلمانوں کی جمعیت کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔ اس بات کو علامہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود قادیانی فتنے کا پوری طرح سد باب نہیں ہو سکا یہ فتنہ مکمل طور پر ختم تو نہیں ہو گیا خفیہ طور پر اب پاکستان میں بھی مسلمانوں کو قادیانی بنایا جارہا ہے پوری دنیا میں قادیانی امت کا بول بالا ہے قادیانی سربراہ کے خطبات سیٹیلائٹ پر نشر ہو رہے ہیں یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم پاکستان میں Half Way تو چلے گئے کہ ہم نے انہیں غیر مسلم قرار دے دیا مگر اس فتنے کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے قتل مرتد کی سزا نافذ نہیں کی۔ قتل مرتد کے قانون کے نفاذ کے بعد جو مسلمان قادیانی ہوگا وہ مرتد شمار کیا جائے اور مرتد کی سزا قتل ہے جب تک قتل مرتد کی سزا کا نفاذ نہیں کیا جاتا اس وقت تک قادیانی فتنے کا سد باب نہیں ہو سکتا غیر مسلم قرار دینے کے بعد قادیانی ٹولے نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ پوری دنیا میں انسانی حقوق کے حوالے سے انہوں نے اپنے لئے ہمدردی حاصل کر رکھی ہے کہ پاکستان میں ہمیں مسلم تسلیم نہیں کیا جاتا ہمیں کلمہ پڑھنے سے روکا جاتا ہے ہمیں مساجد کی تعمیر کی اجازت نہیں ہے۔ میں نے کئی مواقع پر مجلس عمل ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات سے بھی کہا ہے کہ جب تک قتل مرتد کا قانون منظور کرانے کے لئے آپ مورچہ بند نہیں ہوں گے اس وقت تک قادیانی فتنے کو روکنا ناممکن ہے۔ جناب

باقی صفحہ (9) پر ملاحظہ فرمائیں

علماء دین !؟

خوش ہوں، تو لکھا لیجئے جنت کا قبالہ
برہم ہوں، تو مؤمن کو بھی زندیق بنا دیں
یہ عالم دیں ہیں، انہیں اخلاق سے مطلب ؟
جس شخص پہ جو چاہیں یہ الزام لگا دیں